12

ہفت روزہ

خدام الدین
لاہور

زیر سرپرستی
شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی مدظلہ
شیرانوالہ دروازہ لاہور

۲۰ مارچ ۱۹۵۹ء

قیمت ۲ آنے

یکے از مطبوعات انجمن خدام الدین ○ لاہور

احادیث الرسول صلی اللہ علیہ وسلم

عشا میں تاخیر

عَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ قَالَ صَلَّیْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ صَلٰوۃَ الْعَتَمَۃِ فَلَمْ یَخْرُجْ حَتّٰی مَضٰی نَحْوٌ مِّنْ شَطْرِ اللَّیْلِ فَقَالَ خُذُوْا مَقَاعِدَکُمْ فَاَخَذْنَا مَقَاعِدَنَا فَقَالَ اِنَّ النَّاسَ قَدْ صَلَّوْا وَاَخَذُوْا مَضَاجِعَھُمْ وَاِنَّکُمْ لَنْ تَزَالُوْا فِیْ صَلٰوۃٍ مَا انْتَظَرْتُمُ الصَّلٰوۃَ وَلَوْلَا ضَعْفُ الضَّعِیْفِ وَسَقَمُ السَّقِیْمِ لَاَخَّرْتُ ھٰذِہِ الصَّلٰوۃَ اِلٰی شَطْرِ اللَّیْلِ رَوَاہُ اَبُوْدَاؤد والنسائی۔

ابوسعیدؓ نے کہا کہ نماز پڑھی ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ عشا کی نماز پس نہ باہر تشریف لائے آپ گھر سے۔ مگر جبکہ گذر گئی آدھی رات کے قریب۔ پس فرمایا آپ نے اپنی اپنی جگہ بیٹھے رہو۔ چنانچہ ہم اپنی اپنی جگہ بیٹھے رہے۔ پھر فرمایا آپ نے کہ تحقیق لوگ نماز پڑھ چکے اور اپنے اپنے بستروں پر چلے گئے۔ لیکن تم نماز کا انتظار کر رہے ہو۔ پس تم کو معلوم ہو کہ جب تک تم نماز کے انتظار میں رہو گے۔ تمہارا یہ سارا وقت نماز ہی میں شمار کیا جائے گا۔ اگر مجھ کو کمزوروں کی کمزوری اور بیماروں کی بیماری کا اندیشہ نہ ہوتا تو میں اس نماز میں آدھی رات تک تاخیر کرتا۔

گرمیوں میں نماز کو ٹھنڈے وقت پڑھو

عَنْ اَنَسٍ قَالَ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا کَانَ الْحَرُّ اَبْرَدَ بِالصَّلٰوۃِ وَاِذَا کَانَ الْبَرْدُ عَجَّلَ رواہ النسائی۔

انسؓ نے کہا کہ جب سخت گرمی کا موسم ہوتا تو آپ نماز کو ٹھنڈے وقت پڑھتے۔ اور جب سردی ہوتی تو جلدی ادا کرتے۔

نماز کی فضیلت

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَتَعَاقَبُوْنَ فِیْکُمْ مَلٰٓئِکَۃٌ بِاللَّیْلِ وَمَلٰٓئِکَۃٌ بِالنَّھَارِ وَیَجْتَمِعُوْنَ فِیْ صَلٰوۃِ الْفَجْرِ وَصَلٰوۃِ الْعَصْرِ ثُمَّ یَعْرُجُ الَّذِیْنَ بَاتُوْا فِیْکُمْ فَیَسْئَلُھُمْ رَبُّھُمْ وَھُوَ اَعْلَمُ بِھِمْ کَیْفَ تَرَکْتُمْ عِبَادِیْ فَیَقُوْلُوْنَ تَرَکْنَاھُمْ وَھُمْ یُصَلُّوْنَ وَاَتَیْنَاھُمْ وَھُمْ یُصَلُّوْنَ مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ

ابوہریرہؓ نے کہا فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ آتے رہتے ہیں تم میں فرشتے رات کے اور فرشتے دن کے اور جمع ہوتے ہیں یہ فرشتے فجر اور عصر کی نماز میں۔ پھر جب واپس جاتے ہیں وہ فرشتے جو تم میں رہے تھے۔ پس ان کا رب ان سے پوچھتا ہے اور وہ رب ان سے زیادہ جاننے والا ہے کہ کس حال میں چھوڑا تم نے میرے بندوں کو پس کہتے ہیں وہ کہ ان کو ہم نے نماز پڑھتے چھوڑا ہے۔ اور جب ہم ان کے پاس پہنچے تھے تو اس وقت بھی نماز پڑھ رہے تھے۔

نماز کے فضائل

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَوْ یَعْلَمُ النَّاسُ مَا فِی النِّدَاءِ وَالصَّفِّ الْاَوَّلِ ثُمَّ لَمْ یَجِدُوْا اِلَّا اَنْ یَّسْتَھِمُوْا عَلَیْہِ لَاسْتَھَمُوْا وَلَوْ یَعْلَمُوْنَ مَا فِی التَّھْجِیْرِ لَاسْتَبَقُوْا اِلَیْہِ وَلَوْ یَعْلَمُوْنَ مَا فِی الْعَتَمَۃِ وَالصُّبْحِ لَاَتَوْھُمَا وَلَوْ حَبْوًا (متفق علیہ)

ابوہریرہؓ نے کہا فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ اگر لوگوں کو یہ معلوم ہو جائے کہ اذان دینے میں کتنا ثواب ہے۔ اور جماعت کی پہلی صف میں کھڑے ہونے کا کیا اجر ہے تو اس کو نہ پانے کی صورت میں وہ قرعہ ڈال کر اس کو حاصل کریں اور اگر یہ معلوم ہو جائے کہ ظہر کی نماز کو سویرے جانے کا کتنا ثواب ہے تو وہ دوڑ کر جائیں۔ اور اگر عشا اور صبح کی نماز کی فضیلت معلوم ہو جائے تو آئیں وہ ان نمازوں کے لئے قوت نہ ہونے کی حالت میں سرین کے بل بیٹھ کر۔

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَیْسَ صَلٰوۃٌ اَثْقَلَ عَلَی الْمُنَافِقِیْنَ مِنَ الْفَجْرِ وَالْعِشَاءِ وَلَوْ یَعْلَمُوْنَ مَا فِیْھِمَا لَاَتَوْھُمَا وَلَوْ حَبْوًا۔ متفق علیہ۔

ابوہریرہؓ سے کہا۔ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ منافقوں پر فجر اور عشاء کی نمازوں سے زیادہ کوئی نماز بھاری نہیں۔ اگر ان کو ان کی فضیلت معلوم ہو جائے تو سرینوں پر چل کر آئیں۔

نماز با جماعت کا ثواب

وَعَنْ عُثْمَانَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ صَلَّی الْعِشَاءَ فِیْ جَمَاعَۃٍ فَکَاَنَّمَا قَامَ نِصْفَ اللَّیْلِ وَمَنْ صَلَّی الصُّبْحَ فِیْ جَمَاعَۃٍ فَکَاَنَّمَا صَلَّی اللَّیْلَ کُلَّہٗ (رواہ مسلم)

عثمانؓ نے کہا۔ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جس شخص نے عشاء کی نماز جماعت سے پڑھی۔ اس نے گویا آدھی رات عبادت کی اور جس نے صبح کی نماز جماعت سے ادا کی۔ اس نے گویا ساری رات عبادت کی۔

ایک واقعہ

عَنْ عَلِیٍّ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ یَوْمَ الْخَنْدَقِ حَبَسُوْنَا عَنْ صَلٰوۃِ الْوُسْطٰی صَلٰوۃِ الْعَصْرِ مَلَاَ اللّٰہُ بُیُوْتَھُمْ وَقُبُوْرَھُمْ نَارًا مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ

علیؓ نے کہا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خندق کے دن فرمایا۔ کہ باز رکھا کافروں نے ہم کو درمیانی نماز نماز عصر سے۔ بھر دے خدا تعالیٰ ان کے گھروں اور ان کی قبروں میں آگ۔

ایک آیت کی تفسیر

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِیْ قَوْلِہٖ تَعَالٰی اِنَّ قُرْاٰنَ الْفَجْرِ کَانَ مَشْھُوْدًا قَالَ تَشْھَدُہٗ مَلٰٓئِکَۃُ اللَّیْلِ وَمَلٰٓئِکَۃُ النَّھَارِ۔ رواہ الترمذی۔

ابوہریرہؓ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اس آیت اِنَّ قُرْاٰنَ الْفَجْرِ کَانَ مَشْھُوْدًا کی تفسیر یوں بیان کی ہے۔ کہ فجر کی نماز میں حاضر ہوتے ہیں یعنی جمع ہوتے ہیں فرشتے رات کے اور فرشتے دن کے (ترمذی)

خط و کتابت

اور منی آرڈر بھیجتے وقت اپنا پورا پتہ لکھئے۔ بعض اوقات فرمائشی آرڈر یا منی آرڈر تو مل جاتا ہے لیکن پتہ نامکمل یا بالکل ہی نہ ہونے کی وجہ سے تعمیل ارشاد نہیں ہو سکتی۔

ہفت روزہ خدام الدین لاہور

جلد ۴ | ۱۰ ر رمضان المبارک ۱۳۷۸ھ ہجری مطابق ۲۰ ر مارچ ۱۹۵۹ء عیسوی | نمبر ۴۵

پاکستان کا آئین

پاکستان کو معرضِ وجود میں آئے ہوئے تقریباً ۱۲ سال ہونے والے ہیں۔ لیکن آئین کے معاملہ میں وہی مہنوز روزِ اوّل والا معاملہ ہے۔ جہاں ہمارے چند اور مسائل بیگانوں کی وجہ سے حل ہوتے ہوئے نظر نہیں آتے۔ وہاں آئین کا مسئلہ یگانوں کی وجہ سے لاینحل بنا ہوا ہے۔ تقریباً ۹ سال کی تگ و دو کے بعد ۱۹۵۶ء کی ابتداء میں اچھا بُرا جیسا بھی تھا۔ ایک آئین تیار ہو گیا تھا۔ لیکن ۸ ر اکتوبر ۱۹۵۸ء کو اُسے بھی منسوخ کر دیا گیا۔ اس وقت آئین کے مسئلہ میں ہم پھر اس مقام پر کھڑے ہوئے ہیں۔ جہاں سے ہم نے ۱۴ ر اگست ۱۹۴۷ء کو سفر شروع کیا تھا۔ ہمارے نزدیک آئین کا مسئلہ سب سے زیادہ اہم ہے اس بارے میں ہم حال ہی میں دو بار اپنے خیالات کا اظہار کر چکے ہیں۔ پہلے ۲ ر جنوری ۱۹۵۹ء کے شمارہ میں اور پھر ۲۳ ر جنوری ۱۹۵۹ء کے شمارہ میں ہم نے اس موضوع پر شذرات سپردِ قلم کئے تھے۔

اس کے بعد ہم نے با دلِ ناخواستہ اس مسئلہ پر قلم اُٹھانے کا ارادہ ترک کر دیا تھا۔ تاکہ ہماری نئی حکومت نے اصلاحات کا جو کام شروع کر رکھا ہے۔ اس میں کسی قسم کی مشکلات پیدا نہ ہونے پائیں۔ لیکن ہمارے وزیر خارجہ نے آئین کے مسئلہ پر رائے عامہ معلوم کرنے کا اعلان کر کے ہمیں دوبارہ اس مسئلہ پر کچھ معروضات پیش کرنے پر مجبور کر دیا ہے۔

برِّ صغیر ہند و پاکستان کے مسلمانوں نے جب ایک علیحدہ خطۂ زمین کا مطالبہ کیا تھا۔ تو اس وقت پاکستان کا یہ مقصد بیان کیا گیا تھا کہ ہم اس مُلک میں اسلامی تہذیب تمدن اور کلچر کو رواج دیں گے۔ اس مقصد کے پیشِ نظر اس ملک میں کتاب و سُنّت پر مبنی آئین ہی موزوں ہو سکتا ہے۔ اس کے خلاف غیر اسلامی آئین پاکستان کے مقصد سے انحراف کا مترادف ہوگا۔ ہم بلا خوف تردید یہ کہہ دینا ضروری سمجھتے ہیں کہ اوّل تو یہاں غیر اسلامی آئین منظور ہو ہی نہیں سکتا۔ جہاں تک ہم نے غور کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی یہی منشاء معلوم ہوتی ہے۔ پاکستان کی بارہ سالہ تاریخ یہی بتلاتی ہے کہ جن عمائدین حکومت نے پاکستان کے بنیادی نظریئے سے راہِ فرار تلاش کرنے کی کوشش کی۔ اللہ تعالےٰ نے ان کو یا تو دُنیا ہی سے اُٹھا لیا یا وُہ بیک بینی و دو گوش اقتدار کی کرسی سے اُٹھا کر قعرِ مذلّت میں پھینک دیئے گئے۔ جن کا کسی زمانہ میں یہاں طوطی بول رہا تھا۔ آج وُہ یا تو زیرِ زمین مدفون ہیں یا گمنامی کی زندگی بسر کر رہے ہیں۔ اور اپنے اعمال کی سزا بُھگت رہے ہیں۔ اگر خدا نخواستہ یہاں غیر اسلامی آئین مسلّط کر دیا گیا تو پھر پاکستان کا نام ہی بدلنا پڑیگا۔

مندرجہ بالا حقائق کے باوجود ہمیں افسوس ہے کہ ہمارے بعض مغربی تہذیب کے پرستار اسلامی آئین کے خلاف زہر اُگل رہے ہیں۔ ان میں اس وقت سرفہرست ہمارے وزیر خارجہ کا نام آتا ہے۔ ایک مقام پر تقریر کرتے ہوئے انہوں نے کہا کہ "اگر عوام اسلامی طریقہ کے مطابق زندگی بسر کرنے لگ جائیں تو مُلک کا آئین خود بخود اسلامی بن جائے گا۔ اگر کسی مُلک کے عوام غیر اسلامی حرکات کرتے رہیں تو وہاں کے آئین کو اسلامی آئین کہنا بے کار ہے۔"

وزیر خارجہ کی یہ منطق ہماری سمجھ سے بالاتر ہے۔ اس دُنیا میں کوئی کام خود بخود نہیں ہوتا۔ یہ عالم اسباب ہے۔ اور اس میں ہر کام اسباب کے ذریعہ ہی سرانجام پاتا ہے۔ اسلامی آئین بھی خود بخود نہیں بنے گا۔ اس کے لئے اسباب پیدا کرنے پڑیں گے۔ آئین پر عوام کی اسلامی یا غیر اسلامی حرکات کا کوئی اثر نہیں پڑتا۔ اگر آئین اسلامی ہے تو وہ اسلامی ہی رہے گا۔ خواہ عوام غیر اسلامی حرکات کے مرتکب ہوں۔ اس صورت میں عوام آئین کی خلاف ورزی کے مجرم ہوں گے اور سزا کے مستوجب ہوں گے۔ عوام کی اصلاح خود بخود کیسے ممکن ہے۔ جبکہ حکومت منکرات و فواحشات کی سرپرستی کر رہی ہے۔ چکلوں کے لئے لائسنس جاری کئے جاتے ہیں۔ شراب خانوں، سینما، ناچ گھروں اور گھوڑ دوڑ ریس سے کروڑوں روپے بطور تفریحی ٹیکس وصول کر کے ان غیر شرعی امُور کی حوصلہ افزائی کی جا رہی ہے۔ وزیر خارجہ نے یہ بھی کہا کہ "مُلک کے لئے ایک اسلامی آئین مرتّب کرنا آسان نہیں۔ مسلمانوں میں فرقہ بندی اور قرآن و سُنّت کی تفسیر کے بارے میں ان کے اختلافات اسلامی دستور کی تیاری میں سب سے بڑی رُکاوٹ ہیں۔ مسلمانوں میں ۷۲ فرقے ہیں۔ جن کی سُنّت نبویؐ اور قرآن کریم کے متعلق تفسیر ایک دُوسرے سے مختلف ہے۔" اس سلسلہ میں وزیر خارجہ نے منیر رپورٹ کا حوالہ بھی دیا ہے۔ جب پاکستان کا مطالبہ کیا گیا تھا تو اس وقت بھی مسلمانوں میں ۷۲ فرقے موجود تھے۔ اور اس کے بعد ۱۹۴۷ء میں یہ نعرہ لگایا گیا تھا کہ "پاکستان کا مطلب کیا ہے لا الٰہ الا اللہ" اس وقت بھی ۷۲ فرقے موجود تھے۔ یہ درست ہے کہ مسلمانوں کے مختلف فرقوں میں اختلاف رائے چلا آ رہا ہے لیکن اختلافات اصُولی نہیں بلکہ فروعی ہے اور آئین کا معاملہ اصُولی ہے۔ غالباً وزیر خارجہ کو علم ہوگا کہ سب فرقوں کے علماء کرام نے پہلے ۱۹۵۱ء میں اور پھر ۱۹۵۳ء میں آئین کے متعلق اپنی متفقہ دستوری سفارشات مرتّب کر کے حکومت کے سامنے پیش کی تھیں۔ کیا ان سب سفارشات سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ آئین سازی میں سب فرقے متفق ہیں۔

اگر آئین سازی کے متعلق ہمارے وزیر خارجہ کے یہ خیالات نئی حکومت کی پالیسی کے ترجمان ہیں تو اس سے یہ بات واضح طور پر ثابت ہوتی ہے کہ نئی حکومت یہاں سیکولر حکومت قائم کرنا چاہتی ہے اور "مارشل لا" کے دَور کا مقصد ان کے لئے راستے ہموار

باقی بر صفحہ ۱۸ پر

یاد داشت

اے داؤد ہم نے تجھے زمین میں بادشاہ بنایا ہے پس تم لوگوں میں انصاف سے فیصلہ کیا کرو اور نفس کی خواہش کی پیروی نہ کرو کہ وُہ تمہیں اللہ کی راہ سے ہٹا دے گی۔ بے شک جو لوگ اللہ کی راہ سے گمراہ ہوتے ہیں۔ اُن کے لئے سخت عذاب ہے۔ اس لئے کہ وُہ حساب کے دن کو بھُول گئے۔

سورہ ص آیت ۲۶

جاوید الہ آبادی

روزہ

ہے کرتا شعلہ ہائے جذبۂ ایماں عیاں روزہ
صراطِ دینِ حق پر ہے متاعِ کارواں روزہ

سبق دیتا ہے ہم کو صبر و استقلال و ہمّت کا
حدیثِ جاھدوا کی ہے مجسّم داستاں روزہ

کیا پابندِ زنداں اس نے ہی ابلیسِ ملعوں کو
برائے نفسِ سرکش بن گیا تیغ و سناں روزہ

دل و جاں سے فدا تھے رحمۃ للعالمیں اس پہ
رضائے خالقِ جنّ و بشر ہے بیگماں روزہ

تعالے اللہ بنا یہ حاملِ انوارِ قرآں ہے
ریاضِ دینِ مسلم کی بہارِ جاوداں روزہ

سرورِ سرمدی کرتا عطا ہے قلبِ مومن کو
سپہرِ معرفت کا ہے یہ ماہِ ضوفشاں روزہ

بچا لیتا یہی ہے عاصیوں کو نارِ دوزخ سے
خدا والوں کو ہے کرتا عطا باغِ جناں روزہ

حقیقت میں ہے روزہ پیکرِ انوارِ یزدانی
دلوں کو بخش دیتا ہے سرورِ جاوداں روزہ

جبینِ بندگی اپنی جھکا دو صبحدم اُٹھ کر
تو پھر رکھو یقیں کر دے گا تم کو شادماں روزہ

اُٹھو عصیاں کو دھو لو بادۂ غفلت کے سرشارو
خدا کی رحمتوں کا ہے یہ بحرِ بیکراں روزہ

شفا امراضِ روحانی و جسمانی سے دیتا ہے
کہ ہے جاوید دنیا میں مسیحائے زماں روزہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

خطبہ یوم الجمعہ ۳ رمضان المبارک ۱۳۷۸ھ مطابق ۱۳ مارچ ۱۹۵۹ء

(از جناب شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب مسجد شیرانوالہ دروازہ لاہور)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی

اَمَّا بَعْدُ

تعلق باللہ کے لحاظ سے انسانوں کی چند قسمیں پیش کرنا چاہتا ہوں - اُن میں سے بعض اللہ تعالےٰ کے مقبول بندوں کی ہیں - اور بعض مردودوں کی - مَیں چاہتا ہوں کہ اللہ تعالےٰ کی کتاب پاک (قرآن مجید) کی روشنی میں ہمیں بارگاہ الٰہی میں مقبول ہونے والوں کی فہرست میں شامل ہونے کی توفیق عطا فرمائے - اور جو کمزوریاں انسان کو دروازۂ الٰہی سے دُور ہٹاتی ہیں اللہ تعالےٰ اُن سے تائب ہونے کی توفیق عطا فرمائے - مثلاً فسق - نفاق اعتقادی ہو یا عملی - شرک - کفر - اب ان امراض کی تشخیص قرآن شریف کی روشنی میں عرض کرنا چاہتا ہوں اور دُعا کرتا ہوں - کہ مجھے اور میرے سب مسلمان بھائی بہنوں کو اُن گناہوں سے توبہ کرنے کی توفیق عطا فرمائے - جو دروازہ الٰہی سے ہٹانے والے ہیں - اور غضبِ الٰہی کو ہمارے خلاف بھڑکانے والے ہیں - آمین یا الٰہ العالمین -

امراضِ رُوحانی

شرک - کفر - نفاق - فسق مسلمانوں میں بے سمجھی کی بناء پر یہ امراض پائی جاتی ہیں اللہ تبارک تعالےٰ ان امراض روحانی پر قرآن شریف میں کافی تبصرہ فرماتا ہے اور ان امراض کے مہلک نتائج سے بھی آگاہ فرماتا ہے - مگر چونکہ مسلمان عام طور پر قرآن مجید کی تعلیم سے بے بہرہ ہے - اس لئے باوجود ان امراض میں مبتلا ہونے کے اپنے دل میں یہ خیال رکھتا ہے - کہ اللہ تعالےٰ مجھ سے راضی ہے - اور مَیں اُس کے مقبول بندوں کی فہرست میں شامل ہوں - اللہ تعالےٰ کے ہاں انسان کے خیالات پر نجات کا مدار نہیں ہے - اُن کا تو جو اپنا ضابطہ ہے اُس نے تو انسان کے اعمال کو اپنے ضابطہ کے لحاظ سے پرکھنا ہے - چنانچہ

یہی بیماری یہود و نصاریٰ میں بھی تھی

اس کا ثبوت

(وَقَالَتِ الْیَهُوْدُ وَالنَّصٰرٰی نَحْنُ اَبْنٰٓؤُا اللّٰہِ وَاَحِبَّآؤُهٗ ؕ قُلْ فَلِمَ یُعَذِّبُکُمْ بِذُنُوْبِکُمْ ؕ بَلْ اَنْتُمْ بَشَرٌ مِّمَّنْ خَلَقَ ؕ یَغْفِرُ لِمَنْ یَّشَآءُ وَیُعَذِّبُ مَنْ یَّشَآءُ ؕ وَلِلّٰہِ مُلْکُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَیْنَهُمَا ۫ وَاِلَیْهِ الْمَصِیْرُ ۝) سورہ المائدہ رکوع ۳ پارہ ۶

ترجمہ - اور یہود و نصاریٰ کہتے ہیں کہ ہم اللہ کے بیٹے اور اس کے پیارے ہیں - کہدو پھر تمہارے گناہوں کے باعث وہ تمہیں کیوں عذاب دیتا ہے - بلکہ تم بھی اور مخلوقات کی طرح ایک آدمی ہو - جسے چاہے بخش دے اور جسے چاہے سزا دے - اور آسمانوں اور زمین اور ان دونوں کے درمیان کی سلطنت اللہ ہی کے لئے ہے - اور اسی کی طرف لوٹ کر جانا ہے -

مطلب یہ ہے

کہ جس طرح یہود و نصاریٰ باوجود اللہ تعالےٰ کی شدید نافرمانیاں کرنے کے اپنے آپ کو مغفور مرحوم ہی سمجھتے تھے - اللہ تعالےٰ نے اُن کی اس غلط فہمی کو دُور کیا ہے - کہ اللہ کے قبضہ میں سب فیصلے ہیں - یہ ضروری نہیں ہے کہ تم اپنے آپ کو جو رُتبہ قربِ الٰہی کا دیدو - اللہ تعالےٰ کے ہاں بھی وُہی ہو

بعینہٖ

اسی قسم کی غلط فہمیاں مسلمانوں میں بھی موجود ہیں - کہ شرک جیسی بیماری میں جہالت کے باعث مبتلا ہونے کے باوجود اپنے متعلق خیال بھی کرتے ہیں - کہ ہم بارگاہ الٰہی میں مغفور و مرحوم ہیں -

اُن غلط فہمیوں میں سے ایک غلط فہمی اُن میں یہ بھی ہے کہ مصیبت کے وقت میں اللہ تعالےٰ کے سوا اُس کی مخلوقات میں سے کسی کو پکارتے ہیں - حالانکہ یہ چیز اللہ تعالےٰ کے ہاں سخت معیوب اور قابلِ گرفت ہے -

فقط اللہ تعالیٰ کو پکارنے کی تلقین

(وَقَالَ رَبُّکُمُ ادْعُوْنِیْٓ اَسْتَجِبْ لَکُمْ ؕ اِنَّ الَّذِیْنَ یَسْتَکْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِیْ سَیَدْخُلُوْنَ جَهَنَّمَ دٰخِرِیْنَ ۝) سورہ المومن رکوع ۶ پارہ ۲۴

ترجمہ - اور تمہارے رب نے فرمایا ہے - مجھے پکارو - مَیں تمہاری دُعا قبول کرونگا - بے شک جو لوگ میری عبادت سے سرکشی کرتے ہیں - عنقریب وہ ذلیل ہوکر دوزخ میں داخل ہونگے -

حاصل

اس آیت میں اللہ تعالےٰ نے حکم فرمایا ہے - کہ اپنی حاجت روائی کے لئے جب اسباب تمہیں جواب دے دیں - تو فقط مجھے ہی پکارا کرو -

تاکید مزید

(وَاَنَّ الْمَسٰجِدَ لِلّٰہِ فَلَا تَدْعُوْا مَعَ اللّٰہِ اَحَدًا ۙ) سورہ الجن رکوع ۱ پارہ ۲۹

ترجمہ - اور بے شک مسجدیں اللہ کے لئے ہیں پس تم اللہ کے ساتھ کسی کو نہ پکارو -

باوجود

اس شدید مخالفت کے جہالت کے باعث مسلمانوں میں یہ چیز پائی جاتی ہے - کہ مصیبت کے وقت جب عاجز آجاتے ہیں تو غیر اللہ کو اپنی مصیبت دُور کرنے کے لئے پکارتے ہیں - اللہ تعالےٰ سے دُعا کرتا ہوں - کہ میرے تمام کلمہ گو بھائیوں کو ماسوی اللہ سے ہٹ کر ایک اللہ جل شانہٗ ہی کو اپنی حاجت روائی کے لئے پکارنے کی توفیق عطا فرمائے - اور سب کی مشکلیں آسان فرمائے - آمین یا الٰہ العالمین

میرے مسلمان بھائیوں کو اس بشارت کے حاصل کرنے کی توفیق عطا فرمائے -

(اِنَّمَا تُنْذِرُ مَنِ اتَّبَعَ الذِّکْرَ وَخَشِیَ الرَّحْمٰنَ بِالْغَیْبِ ۚ فَبَشِّرْهُ بِمَغْفِرَةٍ وَّاَجْرٍ کَرِیْمٍ ۝) سورہ یٰسٓ رکوع ۱ پارہ ۲۲

ترجمہ بے شک آپ اُسی کو ڈرا سکتے ہیں جو نصیحت کی پیروی کرے - اور بن دیکھے رحمٰن سے ڈرے - پس خوشخبری دے - اُس کو بخشش اور اجر کی جو عزت والا ہے -

میری دلی آرزو

مَیں تہ دل سے بارگاہ الٰہی میں بصد عجز و نیاز

یہ آرزو پیش کرتا ہوں کہ اے اللہ میں تیری کتاب پاک اور تیرے رحمۃ للعالمین کے ارشادات میں سے جو چیز مسلمانوں کی خدمت میں پیش کروں۔ تو تو انہیں ان ارشادات کے قبول کرنے کی توفیق عطا فرما آمین یا الٰہ العالمین۔

کفر کا ارتکاب

بعض اوقات مسلمان بے سمجھی کی بنا پر کفر کا ارتکاب بھی کر لیتا ہے۔ اور کفر کو کفر نہیں سمجھتا۔ حالانکہ قرآن مجید کی اصطلاح میں وہ کفر ہی ہوتا ہے مثلاً تقسیم جائداد میں شرعی نقطۂ نگاہ سے جس شخص کو یا جس کے متعلقین کو کم حصہ ملتا ہے۔ اور انگریز کے وقت میں عدالت کا دروازہ کھٹکھٹانے سے زیادہ حصہ مل سکتا تھا۔ تو مجھے معلوم ہے کہ بعض مسلمان شریعتِ اسلامی کا صاف انکار کر رہے تھے۔ اور کہتے یہ تھے کہ ہم شریعت سے نہیں بلکہ عدالت سے فیصلہ کرائیں گے۔ حالانکہ یہ شریعت سے انکار کرنا صریح کفر تھا۔ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو ہمیشہ شریعت کو رواج پر ترجیح دینے کی توفیق عطا فرمائے۔ نفاق اور فسق کے متعلق آئندہ کا نئی تفصیل آرہی ہے۔

بارگاہِ الٰہی میں مقبول ہونے والوں کے متعلق شہادتیں ملاحظہ ہوں

پہلی

(إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ الَّذِينَ إِذَا ذُكِرَ اللَّهُ وَجِلَتْ قُلُوبُهُمْ وَإِذَا تُلِيَتْ عَلَيْهِمْ آيَاتُهُ زَادَتْهُمْ إِيمَانًا وَعَلَىٰ رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُونَ ۝ الَّذِينَ يُقِيمُونَ الصَّلَاةَ وَمِمَّا رَزَقْنَاهُمْ يُنْفِقُونَ ۝ أُولَٰئِكَ هُمُ الْمُؤْمِنُونَ حَقًّا لَهُمْ دَرَجَاتٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ وَمَغْفِرَةٌ وَرِزْقٌ كَرِيمٌ ۝) سورہ الانفال رکوع ۱ پارہ ۹

ترجمہ۔ ایمان والے وُہی ہیں۔ جب اللہ کا نام آئے تو اُن کے دل ڈر جائیں تو اُن کا ایمان زیادہ ہوتا ہے۔ اور وہ اپنے رب پر بھروسہ رکھتے ہیں۔ وہ جو نماز قائم کرتے ہیں۔ اور جو ہم نے انہیں رزق دیا ہے اس میں سے خرچ کرتے ہیں۔ یہی سچے ایمان والے ہیں۔ اُن کے رب کے ہاں اُن کے لئے درجے ہیں۔ اور بخشش ہے۔ اور عزت کا رزق ہے۔

ایمان اور اسلام کے معنی

برادرانِ اسلام۔ قرآن مجید میں جب ایمان کا لفظ آتا ہے تو اُس سے مراد یہ ہوتی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ہر حکم کو دل سے مان جانا ہے۔ اور اسلام سے یہ مراد ہوتی ہے۔ کہ احکامِ الٰہی کو عملی جامہ پہنانا

اس لحاظ سے

بعض اوقات آپ کو انسانوں میں ایسے نمونے ملیں گے جو مومن کہلانے کے حقدار تو ہیں۔ کیونکہ وہ اللہ تعالیٰ کے ہر حکم کو دل سے مانتے ہیں۔ مگر چونکہ اُن احکامِ الٰہی کو عملی جامہ نہیں پہناتے اس لئے انہیں مسلم نہیں کہا جا سکتا۔ ایسے لوگوں کو مومن تو کہا جاتا ہے اصطلاحِ شرع میں مسلم نہیں کہا جا سکتا۔ بلکہ ان کے حق میں مومن فاسق کا لفظ استعمال کیا جاتا ہے۔ یعنی احکامِ الٰہی کو دل سے ماننے والے اور عمل میں نہ لانے والے اور مذکورۃ الصدر آیات میں

مومن اور مسلم

کی جو صفات بیان کی گئی ہیں وہ یہ ہیں۔ پہلی جب اللہ تعالیٰ کا ذکر آئے تو اُن کے دل ڈر جاتے ہیں۔ دُوسری۔ جب اللہ تعالیٰ کی آیتیں اُن پر پڑھی جاتی ہیں تو اُن کے ایمان میں زیادتی ہو جاتی ہے۔ یعنی اُن آیات کو سُن کر ارادہ ہو جاتا ہے۔ کہ ان آیات پر بھی ہم ضرور عمل کریں گے۔ تیسری۔ ہر کام میں اگرچہ وہ کوشش تو خود کرتے ہیں مگر اُس کام میں کامیابی کی اُمید اللہ تعالیٰ کے فضل پر سمجھتے ہیں۔ چوتھی۔ جو باقاعدہ پنجوقتہ نماز ادا کرتے ہیں۔ پانچویں۔ اللہ نے جو کچھ اُنہیں رزق دیا ہے اس میں سے اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کے لئے خرچ کرتے ہیں۔ یہی لوگ بارگاہِ الٰہی میں اصلی۔ کھرے اور سچے مومن اور مسلمان کہلانے کے مستحق ہیں۔ کیونکہ ان کا باطن بھی رضا الٰہی کے تابع ہے۔ اور ظاہر بھی رضا الٰہی کے تابع ہے اس لئے انہیں اللہ تعالیٰ نے ھُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ حَقًّا (ترجمہ۔ یہی لوگ سچے مسلمان ہیں) کا لقب عطا فرمایا ہے۔ اللّٰھم اجعلنا منھم۔ اور انہی حضرات کے لئے اللہ تعالیٰ نے اپنے ہاں درجے عطا فرمانے کا اعلان فرمایا ہے۔ اور مغفرت۔ اور عزت کا رزق دینے کا اعلان فرمایا ہے۔

دُوسری

(وَالَّذِينَ آمَنُوا وَهَاجَرُوا وَجَاهَدُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَالَّذِينَ آوَوْا وَنَصَرُوا أُولَٰئِكَ هُمُ الْمُؤْمِنُونَ حَقًّا لَهُمْ مَغْفِرَةٌ وَرِزْقٌ كَرِيمٌ ۝) سورہ الانفال رکوع ۱۰ پارہ ۱۰

ترجمہ۔ اور جو لوگ ایمان لائے۔ اور اپنے گھر چھوڑے اور اللہ کی راہ میں لڑے۔ اور جن لوگوں نے انہیں جگہ دی۔ اور اُن کی مدد کی۔ وُہی سچے مسلمان ہیں۔ اُن کے لئے بخشش اور عزت کی روزی ہے۔

حاصل

اصلی۔ کھرے اور سچے مومنوں کی مندرجہ ذیل صفتیں اس آیت میں بیان کی گئی ہیں۔ پہلی جو اللہ تعالیٰ کے ہر حکم کو دل سے مانتے ہیں۔ دوسری محض اللہ تعالیٰ کے دین کی تابعداری کے لحاظ سے اپنے وطن کو چھوڑ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں آگئے ہیں۔ تیسری۔ اور اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کرنے کے لئے میدانِ جنگ میں بھی جاتے ہیں۔ اُن کے علاوہ وہ لوگ جنہوں نے ان مہاجرین کو اپنے ہاں رہنے سہنے کے لئے جگہ عطا فرمائی ہے۔ یہ لوگ اصلی۔ کھرے اور سچے مومن اور مسلم ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے مذکورۃ الصدر صفاتِ حمیدہ کے باعث ان لوگوں کو مغفرت اور عزت کا رزق دینے کا اعلان فرمایا ہے۔

تیسری

(قَدْ أَفْلَحَ الْمُؤْمِنُونَ ۝ الَّذِينَ هُمْ فِي صَلَاتِهِمْ خَاشِعُونَ ۝ وَالَّذِينَ هُمْ عَنِ اللَّغْوِ مُعْرِضُونَ ۝ وَالَّذِينَ هُمْ لِلزَّكَاةِ فَاعِلُونَ ۝ وَالَّذِينَ هُمْ لِفُرُوجِهِمْ حَافِظُونَ ۝ إِلَّا عَلَىٰ أَزْوَاجِهِمْ أَوْ مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُهُمْ فَإِنَّهُمْ غَيْرُ مَلُومِينَ ۝ فَمَنِ ابْتَغَىٰ وَرَاءَ ذَٰلِكَ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْعَادُونَ ۝ وَالَّذِينَ هُمْ لِأَمَانَاتِهِمْ وَعَهْدِهِمْ رَاعُونَ ۝ وَالَّذِينَ هُمْ عَلَىٰ صَلَوَاتِهِمْ يُحَافِظُونَ ۝ أُولَٰئِكَ هُمُ الْوَارِثُونَ ۝ الَّذِينَ يَرِثُونَ الْفِرْدَوْسَ هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ ۝) سورہ المومنون رکوع ۱ پارہ ۱۸

ترجمہ۔ بے شک ایمان والے کامیاب ہو گئے۔ جو اپنی نماز میں عاجزی کرنے والے ہیں۔ اور

جو بیہودہ باتوں سے مُنہ موڑنے والے ہیں ۵ مگر اپنی بیویوں یا لونڈیوں پر - اس لئے کہ اُن میں کوئی الزام نہیں - پس جو شخص اس کے علاوہ طلبگار ہو - تو وُہی حد سے نکلنے والے ہیں - اور جو اپنی امانتوں اور اپنے وعدہ کا لحاظ رکھنے والے ہیں - اور جو اپنی نمازوں کی حفاظت کرتے ہیں - وہی وارث ہیں - جو جنت الفردوس کے وارث ہوں گے - اور اُس میں ہمیشہ رہنے والے ہونگے -

۴ اور جو زکوٰۃ دینے والے ہیں اور جو اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرنے والے ہیں -

ان آیات میں اصلی کھرے اور سچے مومنوں کی صفات :-

پہلی - اللہ تعالےٰ ان کے ایمان کی خود بخود شہادت دے رہے ہیں - اور اُن کا ایمان کامل ہونے کی وجہ سے اُن کے عذاب الٰہی سے رہائی کا اعلان فرما رہے ہیں -

دوسری - وہ لوگ اپنی نمازوں میں عاجزی کرنے والے ہوتے ہیں - وہ یہ نہیں کرتے کہ

بر زباں تسبیح و در دل گاؤ خر
ایں چنیں تسبیح کے دارد اثر

تیسری - وہ تمام بیہودہ کاموں سے منہ موڑنے والے ہوتے ہیں - یعنی ایسے کام جن کے کرنے سے دُنیا میں بھی نقصان ہو - اور اللہ تعالےٰ بھی ناراض ہو جائے -

چوتھی - اور وہ لوگ اللہ تعالےٰ کی طرف سے فرض شدہ زکوٰۃ کو باقاعدہ ادا کرنے والے ہیں -

پانچویں - اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرنے والے ہیں - سوائے اپنی بیویوں کے اور لونڈیوں کے اور کسی عورت سے راہ و رسم نہیں رکھتے -

چھٹی - جو لوگ امانتوں کی پوری حفاظت کرتے ہیں -

ساتویں - اپنے وعدے کا لحاظ رکھنے والے ہیں -

آٹھویں - پانچوں نمازیں باقاعدہ وقت پر ادا کرتے ہیں -

ان صفات سے متصف ہونے والے جنّت الفردوس کے وارث ہوں گے - اللّٰھم اجعلنا منھم -

اصلی اور کھرے منافق نفاق اعتقادی والے اور اس کے نتائج

وَبَشِّرِ الْمُنٰفِقِیْنَ بِاَنَّ لَھُمْ عَذَابًا اَلِیْمًا ۝ الَّذِیْنَ یَتَّخِذُوْنَ الْکٰفِرِیْنَ اَوْلِیَآءَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِیْنَ ط اَیَبْتَغُوْنَ عِنْدَھُمُ الْعِزَّۃَ فَاِنَّ الْعِزَّۃَ لِلّٰهِ جَمِیْعًا ۝ وَقَدْ نَزَّلَ عَلَیْکُمْ فِی الْکِتٰبِ اَنْ اِذَا سَمِعْتُمْ اٰیٰتِ اللّٰهِ یُکْفَرُ بِھَا وَیُسْتَھْزَاُ بِھَا فَلَا تَقْعُدُوْا مَعَھُمْ حَتّٰی یَخُوْضُوْا فِیْ حَدِیْثٍ غَیْرِہٖٓ اِنَّکُمْ اِذًا مِّثْلُھُمْ اِنَّ اللّٰهَ جَامِعُ الْمُنٰفِقِیْنَ وَالْکٰفِرِیْنَ فِیْ جَھَنَّمَ جَمِیْعًا ۝ سورہ النساء رکوع ۲۰ پارہ ۵

ترجمہ - منافقوں کو تو خوشخبری سُنا دے - کہ اُن کے واسطے دردناک عذاب ہے - وہ جو مسلمانوں کو چھوڑ کر کافروں کو اپنا دوست بناتے ہیں - کیا ان کے ہاں عزت چاہتے ہیں - سو ساری عزت اللہ ہی کے قبضہ میں ہے - اور اللہ نے تم پر قرآن میں حکم فرمایا ہے - کہ جب اللہ کی آیتوں پر انکار اور مذاق ہوتا ہو - تو اُن کے ساتھ نہ بیٹھو - یہاں تک کہ کسی دوسری بات میں مشغول ہوں - ورنہ تم بھی اُنہی جیسے ہو جاؤ گے اللہ منافقوں اور کافروں کو دوزخ میں ایک ہی جگہ اکٹھا کرنے والا ہے -

منافقین کے امراض

جن امراض روحانی کی بناء پر اللہ تعالےٰ اُن سے ناراض ہے - وہ یہ ہیں

پہلی - کہ مومنوں کی بجائے کافروں کو اپنا دوست بناتے ہیں -

دوسری - کافروں سے دوستانہ راہ و رسم رکھ کر اُن سے عزّت حاصل کرنا چاہتے ہیں - ان منافقوں کی سزا یہ ہوگی - کہ قیامت کے دن یہ کفار کے ساتھ دوزخ میں اکٹھے ہو جائیں گے - اللّٰھم لاتجعلنا منھم

منافقین کی غلط پالیسی

(اِنَّ الْمُنٰفِقِیْنَ یُخٰدِعُوْنَ اللّٰهَ وَھُوَ خَادِعُھُمْ وَاِذَا قَامُوْٓا اِلَی الصَّلٰوۃِ قَامُوْا کُسَالٰی یُرَآءُوْنَ النَّاسَ وَلَا یَذْکُرُوْنَ اللّٰهَ اِلَّا قَلِیْلًا ۝ مُّذَبْذَبِیْنَ بَیْنَ ذٰلِکَ لَآ اِلٰی ھٰٓؤُلَآءِ وَلَآ اِلٰی ھٰٓؤُلَآءِ وَمَنْ یُّضْلِلِ اللّٰهُ فَلَنْ تَجِدَ لَهٗ سَبِیْلًا ۝)

سورہ النساء رکوع ۲۱ پارہ ۵

ترجمہ - منافق اللہ کو فریب دیتے ہیں - اور جب وہ نماز میں کھڑے ہوتے ہیں - تو سُست بن کر کھڑے ہوتے ہیں - لوگوں کو دکھاتے ہیں - اور اللہ کو بہت کم یاد کرتے ہیں - کفر اور ایمان کے درمیان ڈانواں ڈول ہیں - نہ پورے اس طرف ہیں - اور نہ پورے اس طرف - اور جسے اللہ گمراہ کر دے - تو اس کے واسطے ہرگز کہیں راہ نہیں پائیگا -

غلط پالیسی کی تشریح

۱ - منافقین اپنے آپ کو مسلمان کہتے ہیں - اور دوستانہ تعلقات اللہ تعالیٰ کے دشمنوں سے رکھتے ہیں - اس لحاظ سے بظاہر وہ مسلمانوں سے ملے جلے رہتے ہیں - اور دل میں کفار کی حمایت کا جذبہ رکھتے ہیں - اپنے زعم باطل میں اس غلط پالیسی سے خُدا تعالےٰ کو دھوکہ دے رہے ہیں -

۲ - چونکہ وہ دل سے مومن نہیں ہیں - اس لئے اپنے آپ کو مومن ظاہر کرنے کے لئے نماز پڑھتے ہیں - چونکہ نماز میں رضاالٰہی مطلوب نہیں ہے - اس لئے ان کو نہ توجہ الی اللہ حاصل ہوتی ہے اور نہ کوئی نماز میں لطف آتا ہے - بلکہ بدن پر سُستی طاری ہوتی ہے - اور لوگوں کو دکھلانے کے لئے نماز پڑھ رہے ہوتے ہیں - اور چونکہ محض مسلمانوں کو دکھلانے کے لئے نماز پڑھتے ہیں - اس لئے نماز میں بہت کم اللہ تعالےٰ کا نام لیتے ہیں - جو لوگ اپنی کمزوری کے باعث نہ مسلمانوں کی طرف پکے ہیں - نہ دشمنان اسلام کی طرف پکے ہیں - کیونکہ ظاہر اُن کا مسلمانوں کے ساتھ ہے - اور باطن دشمنانِ اسلام کے ساتھ ہے - اگر انہوں نے اپنے آپ کو اس گڑھے سے مرتے دم تک نہ نکالا تو ان کا یہی حال رہے گا - کبھی مسلمانوں کی طرف آ گئے - اور کبھی کسی لالچ کی بنا پر کفار کی طرف چلے گئے -

اس قسم کے بدنصیبوں کی سزا کا ذکر

(اِنَّ الْمُنٰفِقِیْنَ فِی الدَّرْکِ الْاَسْفَلِ مِنَ النَّارِ وَلَنْ تَجِدَ لَھُمْ نَصِیْرًا ۝)

سورہ النساء رکوع ۲۱ پارہ ۵

ترجمہ - بیشک منافق دوزخ کے سب سے نیچے درجہ میں ہونگے - اور تو اِن کے واسطے کوئی مددگار ہرگز نہ پائے گا -

حاصل

ان بدنصیب منافقوں کی سزا یہ ہے کہ دوزخ کے سب سے نچلے طبقہ میں ان کو رکھا جائے گا - اور انہیں کوئی مددگار نہیں ملنے پائے گا -

قرآن مجید میں ایک دوسری جگہ ان کی سزا کا حکم

(وَعَدَ اللّٰهُ الْمُنٰفِقِیْنَ وَالْمُنٰفِقٰتِ وَالْکُفَّارَ نَارَ

جَهَنَّمَ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ط هِيَ حَسْبُهُمْ ج وَلَعَنَهُمُ اللّٰهُ ج وَلَهُمْ عَذَابٌ مُّقِيْمٌ ۝ لا كَالَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ كَانُوْٓا اَشَدَّ مِنْكُمْ قُوَّةً وَّ اَكْثَرَ اَمْوَالًا وَّ اَوْلَادًا ط فَاسْتَمْتَعُوْا بِخَلَاقِهِمْ فَاسْتَمْتَعْتُمْ بِخَلَاقِكُمْ كَمَا اسْتَمْتَعَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ بِخَلَاقِهِمْ وَخُضْتُمْ كَالَّذِيْ خَاضُوْا ط اُولٰٓئِكَ حَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ ج وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ۝

سورہ التوبہ رکوع ۹ پارہ ۱۰

ترجمہ۔ اللہ نے منافق مردوں اور منافق عورتوں اور کافروں کو دوزخ کا وعدہ دیا ہے۔ وُہی اُنہیں کافی ہے۔ اور اللہ نے اُن پر لعنت کی ہے۔ اور اُن کے لئے دائمی عذاب ہے۔ جس طرح تم سے پہلے لوگ تم سے طاقت میں زیادہ تھے۔ اور مال اور اولاد میں بھی زیادہ تھے۔ پھر وہ اپنے حصّہ سے فائدہ اُٹھا گئے۔ اور تم بھی اُنہیں کی سی چال چلتے ہو۔ یہ وہ لوگ ہیں جن کے اعمال دُنیا اور آخرت میں ضائع ہو گئے۔ اور وُہی نقصان اُٹھانے والے ہیں۔

حاصل

منافقین کی سزا جو مذکورۃ الصدر آیات میں بیان کی گئی ہے۔ وہ یہ ہے۔

۱۔ کہ دوزخ میں داخل کئے جائینگے۔
۲۔ ہمیشہ ہمیشہ دوزخ میں ہی رہیں گے۔
۳۔ اللہ تعالےٰ نے ان پر لعنت کی ہے۔
۴۔ اور ان کے متعلق دائمی عذاب کا فیصلہ کیا ہے۔ ۵۔ ان کے اعمال کی بارگاہِ الٰہی میں کوئی قیمت نہیں ہے۔ اور نہ آخرت میں کوئی قیمت ہو گی۔
۶۔ یہ لوگ دُنیا میں آکر خسارے ہی میں رہے۔

مومن فاسق کا ذکر

ایمان لانے والوں کی بھی بارگاہ الٰہی میں دو قسمیں ہیں۔ پہلی یہ کہ وہ لوگ اللہ تعالےٰ اور اُس کے ہر حکم کو دل سے مانتے ہیں اور جو حکم ملے اُس کی عملاً حسبِ توفیق تعمیل بھی کرتے ہیں۔ دوسری قسم مومنوں کی وُہ ہے جس کا بیان آگے آتا ہے۔ ایمان لانے کے وقت تو سب کچھ مان جاتے ہیں۔ لیکن عمل کرنے کے وقت اللہ تعالےٰ اور اس کے رسول کی ہدایات کی خلاف ورزی کرتے ہیں۔ انہی لوگوں کو مومن فاسق کہا جاتا ہے۔

(وَاِذْ قَالَ مُوْسٰى لِقَوْمِهٖ يٰقَوْمِ اذْكُرُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ اِذْ جَعَلَ فِيْكُمْ اَنْۢبِيَآءَ وَجَعَلَكُمْ مُّلُوْكًا ق وَّاٰتٰىكُمْ مَّا لَمْ يُؤْتِ اَحَدًا مِّنَ الْعٰلَمِيْنَ ۝ يٰقَوْمِ ادْخُلُوا الْاَرْضَ الْمُقَدَّسَةَ الَّتِيْ كَتَبَ اللّٰهُ لَكُمْ وَلَا تَرْتَدُّوْا عَلٰٓى اَدْبَارِكُمْ فَتَنْقَلِبُوْا خٰسِرِيْنَ ۝ قَالُوْا يٰمُوْسٰٓى اِنَّ فِيْهَا قَوْمًا جَبَّارِيْنَ ق وَاِنَّا لَنْ نَّدْخُلَهَا حَتّٰى يَخْرُجُوْا مِنْهَا ج فَاِنْ يَّخْرُجُوْا مِنْهَا فَاِنَّا دٰخِلُوْنَ ۝ قَالَ رَجُلٰنِ مِنَ الَّذِيْنَ يَخَافُوْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمَا ادْخُلُوْا عَلَيْهِمُ الْبَابَ ج فَاِذَا دَخَلْتُمُوْهُ فَاِنَّكُمْ غٰلِبُوْنَ ۝ لا وَعَلَى اللّٰهِ فَتَوَكَّلُوْٓا اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ۝ قَالُوْا يٰمُوْسٰٓى اِنَّا لَنْ نَّدْخُلَهَآ اَبَدًا مَّا دَامُوْا فِيْهَا فَاذْهَبْ اَنْتَ وَرَبُّكَ فَقَاتِلَآ اِنَّا هٰهُنَا قٰعِدُوْنَ ۝ قَالَ رَبِّ اِنِّيْ لَآ اَمْلِكُ اِلَّا نَفْسِيْ وَاَخِيْ فَافْرُقْ بَيْنَنَا وَبَيْنَ الْقَوْمِ الْفٰسِقِيْنَ ۝)

سورہ المائدہ رکوع ۴ پارہ ۶

ترجمہ۔ اور جب موسیٰؑ نے اپنی قوم سے کہا۔ کہ اے میری قوم اللہ کا احسان اپنے اُوپر یاد کرو۔ جبکہ تم میں نبی پیدا کئے۔ اور تمہیں بادشاہ بنایا۔ اور تمہیں وہ دیا۔ جو جہان میں کسی کو نہ دیا تھا۔ اے میری قوم اس پاک زمین میں داخل ہو جاؤ۔ جو اللہ نے تمہارے لئے مقرر کر دی ہے۔ اور پیچھے نہ ہٹو۔ ورنہ نقصان میں جا پڑوگے۔ انہوں نے کہا۔ اے موسےٰؑ بے شک وہاں ایک زبردست قوم ہے۔ اور ہم وہاں ہرگز نہ جائیں گے۔ یہاں تک کہ وہ وہاں سے نکل نہ جائیں۔ پھر اگر وہ وہاں سے نکل جائیں تو ہم ضرور داخل ہونگے۔ اللہ سے ڈرنے والوں میں سے دو مردوں نے کہا جن پر اللہ کا فضل تھا۔ کہ اُن پر حملہ کرکے دروازہ میں گھُس جاؤ۔ پھر جب تم اس میں گھُس جاؤگے۔ تو تم ہی غالب ہوگے۔ اور اللہ پر بھروسہ رکھو۔ اگر تم ایماندار ہو۔ کہا۔ اے موسےٰ۔ ہم کبھی بھی وہاں داخل نہیں ہونگے۔ جب تک کہ وہ اس میں ہیں۔ سو تو اور تیرا رب جائے۔ اور تم دونوں لڑو۔ ہم تو یہیں بیٹھے ہیں۔ موسےٰؑ نے کہا۔ کہ اے میرے رب میرے اختیار میں تو سوائے میری جان اور میرے بھائی کے اور کوئی نہیں۔ سو ہمارے درمیان اور اس نافرمان قوم کے درمیان جُدائی ڈال دے۔

حاصل

حضرت موسےٰ علیہ السلام اور اُن کی قوم میں سے جو فاسق لوگ تھے۔ اُن کا واقعہ جس میں مسلمانوں کے لئے عبرت ہے۔ چونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک ارشاد ہے کہ پہلی قوموں کے واقعات آپؐ کی اُمّت کو عبرت حاصل کرنے کے لئے سُنائے جاتے ہیں۔

تذکیر بآلاء اللہ کے بعد موسیٰ علیہ السلام کا ایک ارشاد

حضرت موسےٰؑ اپنی قوم کو پہلے اللہ تعالےٰ کے بعض احسانات جتلاتے ہیں۔ جو ان کی قوم پر تھے۔ اُس کے اور بحیثیت پیغمبر خدا ہونے کے اُن کو ایک حکم دیتے ہیں۔ جس حکم کی تعمیل نہ کرنے کے باعث اللہ تعالیٰ نے ان کو فاسق کا لقب دیا ہے۔ حضرت موسیٰؑ اپنی اُمّت سے فرماتے ہیں۔ کہ اللہ تعالےٰ کا وہ احسان یاد کرو۔ کہ تمہاری قوم ہی میں اللہ تعالیٰ نے تمہارے بعض اکابر کو عہدہ جلیلہ نبوت عطا فرمایا تھا۔ جو قرب الی اللہ کا انسان کے لئے ایک انتہائی مقام ہے۔ اور تمہارے ہی بعض اکابر کو بادشاہ بھی بنایا تھا۔ جو دُنیاداری کے لحاظ سے انتہائی اعزاز کا مقام ہے۔ اور اس کے علاوہ اللہ تعالےٰ کے تمہارے اکابر پر اور بھی احسانات ہیں۔ جو جہان والوں میں سے کسی پر نہیں ہوئے تھے۔ لہٰذا ایسے محسن حقیقی اور پھر معبود حقیقی جو اللہ جلّ شانہٗ ہے۔ اُس کی طرف سے جو حکم اس کا پیغمبر ہونے کے لحاظ سے تمہیں دے۔ تم اسے مان جاؤ۔ اور وہ حکم یہ تھا۔ کہ جو سرزمین شام تمہارے اسلاف کو اللہ تعالےٰ نے اپنے فضل وکرم سے بود و باش کے لئے عطا فرمائی تھی۔ جس پر آج کل قوم عمالقہ مسلط ہے۔ اُس پر حملہ کرکے غاصب قوم کو وہاں سے نکال دو۔ اور خود اپنی آبائی جائداد پر قابض ہو جاؤ۔ اور بُزدلی کرکے مصر واپس جانے کا خیال چھوڑ دو۔ وَلَا تَرْتَدُّوْا عَلٰٓى اَدْبَارِكُمْ فَتَنْقَلِبُوْا خٰسِرِيْنَ۝ موسےٰ علیہ السلام کی اس ہمّت افزائی کے باوجود اُنہوں نے قوم عمالقہ کے ساتھ جہاد کرنے سے جی چُرایا۔ اور عذر یہ پیش کیا۔ کہ وہ قوم بڑی زبردست ہے۔ ہم اُس کے مقابلے میں ہرگز جانے کے لئے تیار نہیں ہیں۔ ہاں اگر وہ خود بخود مُلک چھوڑ کر نکل جائیں۔ تو ہم اس سرزمینِ شام میں داخل ہونے کے لئے تیار ہیں۔

یہی حکم عدولی اُن کا فسق تھا۔ جس پر اللہ تعالےٰ نے فاسق کا لقب دیا ہے۔ فاسق پیغمبر کی نبوّت کا انکار نہیں کرتا۔ البتہ اس کے حکم کی تعمیل کرنے سے جی چراتا ہے۔

دُعا

اللہ تعالےٰ سے دُعا کرتا ہُوں کہ اللہ تعالےٰ میرے مسلمان بھائیوں کو فسق کی رُوحانی بیماری سے بچنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین یا الٰہ العالمین
وما علینا الا البلاغ واللہ یہدی من یشاء اِلیٰ صراط مستقیم۔

درسِ قرآن

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

۷ مارچ ۱۹۵۹ء کی صبح کا درسِ قرآن مجید جو میاں عبدالواحد صاحب ملتانی نے ضبط کیا ہے۔

(فَاذْكُرُونِي أَذْكُرْكُمْ وَاشْكُرُوا لِي وَلَا تَكْفُرُونِ ○) سورہ البقرہ آیت ۱۵۲ پارہ ۲

ترجمہ۔ پس مجھے یاد کرو میں تمہیں یاد کرونگا۔ اور میرا شکر کرو اور ناشکری نہ کرو۔

چار ذمہ داریاں

اس سے ماقبل کی آیت میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے فرائض میں چار ذمہ داریاں عاید کی گئی تھیں۔ تلاوت آیات تعلیم کتاب۔ تزکیہ نفوس اور تعلیم حکمت اب انسانوں کو ارشاد ہو رہا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے تعلیم سیکھ کر خدا کو یاد کریں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو معلّم بنا کر بھیجا گیا تھا۔ انہوں نے اپنی ذمہ داریاں بحسن و خوبی سر انجام دے دیں۔

اب **امت کا فرض** یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو دین سکھایا ہے اُس پر عمل کرے۔ اللہ تعالےٰ کا ذکر کرے شکر کرے اور کفرانِ نعمت نہ کرے۔

مفسرین حضرات

نے ذکر کی تین قسمیں بیان فرمائی ہیں۔ ۱۔ الذکر یکون باللسان۔ ۲۔ ویکون بالقلب ۳۔ ویکون بالجوارح۔ ذکر لسانی تو یہ ہے کہ زبان سے سبحان اللہ والحمد للہ واللہ اکبر پڑھنا تلاوت قرآن مجید اور احادیث شریف کا پڑھنا پڑھانا۔ وحی الٰہی کی دو قسمیں ہیں ۱۔ وحی جلی یعنی قرآن مجید اور ۲۔ وحی خفی حدیث نبویؐ وحی متلو اور وحی غیر متلو کے الفاظ بھی استعمال کئے جاتے ہیں۔ لہٰذا قرآن مجید کی تلاوت اور حدیث شریف کا پڑھنا پڑھانا بھی ذکر اللہ میں آتے ہیں۔ اُستاد پڑھانے والا اور شاگرد پڑھنے والا دونوں ذاکرینِ اللہ میں شمار ہوں گے۔

تسبیحات و تعلیمات قرآن و حدیث شریف ذکر لسانی ہیں۔ محدث جو تفسیر بیان کریگا وہ حدیث شریف کے اجمال کی تفصیل ہوگی اور وہ بھی ذکر الٰہی میں ہی شامل ہوگی۔

ذکر لسانی کی برکت

حضرت ابو ہریرہ رضؓ کہتے ہیں۔ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ فرشتوں کی ایک جماعت ہے جو راستوں میں اُن لوگوں کو تلاش کرتی رہتی ہے۔ جو ذکر الٰہی کرتے ہیں۔ پس جب وہ کسی جگہ ذکرِ الٰہی کرنے والے لوگوں کو پا لیتے ہیں تو اپنے ساتھیوں کو پکار کر کہتے ہیں۔ آؤ اپنے مقصد کی طرف آؤ (یعنی ذکر الٰہی کو سُننے اور ذکر الٰہی کرنے والوں سے ملنے کے لئے) اس کے بعد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ پس وہ فرشتے (آجاتے ہیں) اور اپنے پروں سے ذکرِ الٰہی کرنے والوں کو ڈھانک لیتے ہیں۔ اور آسمانِ دُنیا تک پھیل جاتے ہیں۔ پھر نبیِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ جب فرشتے واپس جاتے ہیں تو اُن کا پروردگار اُن سے پوچھتا ہے۔ حالانکہ وہ ان سے زیادہ اپنے بندوں کے حال سے واقف ہوتا ہے کہ میرے بندے کیا کہہ رہے تھے۔ فرشتے کہتے ہیں تیری پاکی بیان کر رہے تھے۔ تیری عظمت و بزرگی کا ذکر کر رہے تھے۔ پھر خداوند تعالےٰ کہتا ہے۔ اگر وہ مجھ کو دیکھ لیتے تو اُن کا کیا حال ہوتا؟ فرشتے کہتے ہیں اگر وہ تجھ کو دیکھ لیتے تو تیری بہت زیادہ عبادت کرتے۔ اور بہت زیادہ تیری بزرگی بیان کرتے اور بہت زیادہ تیری پاکی کا ذکر کرتے۔ پھر اللہ تعالےٰ پوچھتا ہے کہ وہ مجھ سے کیا مانگتے ہیں؟ فرشتے کہتے ہیں وہ تجھ سے جنّت مانگتے ہیں۔ اللہ تعالےٰ پوچھتا ہے۔ کیا اُنہوں نے جنّت کو دیکھا ہے۔ فرشتے کہتے ہیں۔ اگر وہ جنّت کو دیکھ لیتے تو جنّت کی خواہش اُن میں بڑھ جاتی۔ پھر اللہ تعالےٰ پوچھتا ہے کہ وہ کس چیز سے پناہ مانگتے ہیں؟ فرشتے کہتے ہیں دوزخ کی آگ سے۔ خدا تعالیٰ پوچھتا ہے۔ کیا اُنہوں نے دوزخ کو دیکھا ہے۔ فرشتے کہتے ہیں نہیں۔ خدا کی قسم اے پروردگار اس کو اُنہوں نے نہیں دیکھا۔ خدا تعالےٰ کہتا ہے کہ اگر وہ دوزخ کو دیکھ لیتے تو وہ اُس سے بہت زیادہ بھاگتے۔ اور وہ بہت زیادہ خوف زدہ ہوتے۔ خدا تعالےٰ کہتا ہے۔ میں تم کو گواہ بناتا ہوں کہ میں نے اُن کو بخش دیا۔ (یہ سُن کر) ان فرشتوں میں سے ایک فرشتہ کہتا ہے ان لوگوں میں تو ایک ایسا شخص بھی تھا جو ان میں شامل نہ تھا راہ چلتا کھڑا ہو گیا تھا۔ خداوند تعالےٰ فرماتا ہے۔ وہ (یعنی ذکر الٰہی کرنے والے لوگ) ایسے بیٹھنے والے ہیں کہ ان کے پاس بیٹھنے والا بھی محروم نہیں رکھا جاتا۔ (بخاری)

اصل علم

تو یہ ہے اور ہر کلمہ گو کے لئے اس کا پڑھنا پڑھانا لازمی ہے۔ بلکہ کھانے پینے سے بھی زیادہ ضروری ہے۔ اگر خدانخواستہ کوئی آدمی فاقہ سے مرگیا اور دل میں ایمان سلامت تھا۔ تو قبر جنّت کا باغ بن جائے گی اور اگر بادشاہ سلامت مرگیا اور دل میں ایمان نہیں تھا تو اُس کے مرنے کے بعد قبر دوزخ کا گڑھا بن جائے گی۔ انسان کو جو تعلیم انگریز دے گیا ہے وہ ضروری نہیں ہے۔ البتہ اگر دین کا علم حاصل نہ کیا اور نہ اس پر عمل کیا تو ابدالآباد تک دوزخ میں جلنا پڑے گا۔ کیونکہ دوزخ اور جنّت کے درمیان

موت کو ذبح کیا جائے گا

ابن عمر رضؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا ہے جس وقت جنتی جنّت میں اور دوزخی دوزخ میں داخل ہو جائیں گے تو موت کو لایا جائیگا اور دوزخ اور جنّت کے درمیان اس کو ذبح کردیا جائے گا۔ پھر اعلان کر دیا جائیگا کہ اے جنّتیو اور اے دوزخیو! اب موت نہیں آئے گی۔ یہ سُن کر جنتیوں کی فرحت و مسرّت بڑھ جائے گی۔ اور دوزخی رنج وغم کے دریا میں ڈوب جائیں گے۔ (بخاری و مسلم)

قابل افسوس

ہے کہ بیمار ہو اور بیماری کو خاطر میں نہ لائے۔ اسی واسطے کہا کرتا ہوں ؎

دار ہستی کچھ سہی لیکن یہی پایا گیا۔
بے خبر ہنستے رہے اور باخبر رویا کئے

انگریز نطفے پلید کر گیا ہے۔ حاملین دین کا مذاق اُڑانا سکھا گیا ہے۔ آپ سمجھتے ہیں ترقی ہوگئی ہے۔ لڑکی بڑی قابل ہے انگریزی پڑھ گئی ہے۔ اکیلی سفر کرسکتی ہے مردوں سے زیادہ تیز انگریزی بول سکتی ہے۔

انگریز دین سے نفرت دلا گیا ہے۔ ایک تو علوم دین سے جہالت ہے۔ اور دوسری حاملین دین سے نفرت ہے۔ اور وہ نفرت اتنی پک چکی ہے کہ اس نفرت عن الدین کو تبدیل محبت کرنا بہت مشکل ہے۔ حدیث شریف میں آتا ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں میری اور آپ کی مثال ایسی ہے کہ تم دوڑ دوڑ کر آگ میں گرنا چاہتے ہو اور میں تمہیں پکڑ کر پیچھے ہٹاتا ہوں۔ قیامت تک حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اس صفت کے حامل آتے رہیں گے۔

نیک عمل

وہ ہیں جو اللہ تعالےٰ کو پسند ہیں بہترین پروگرام زندگی وہ ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سمجھا گئے ہیں۔ جو مقصود کو غیر مقصود بنائے۔ اُس سے بڑا احمق اور کوئی نہیں ہے۔ مقصود بالذات تو ہے عبادت، لیکن کمانا اور بلڈنگیں بنانا مقصود بنا لیا ہے۔ یہ عقلمندی نہیں ہے۔ جن لوگوں کا تعلق بالقرآن درست نہیں وہ بیوقوف ہیں۔ احمق ہیں۔ سائنٹیفک تحقیقات اور ریسرچ اور ایجادات میں تو کھو گئے ہیں۔ سائنس میں جتنی ترقی ہوگی وہ اللہ تعالےٰ کی قدرت کے کمالات کا مشاہدہ ہوگا۔ میں سائنس اور علوم جدیدہ کا مخالف نہیں ہوں۔ مگر اس کو مقصود بالذات بنانے کے خلاف ہوں۔

انبیاء علیہم السلام

کی تعلیم میں صورت دین بھی ہے۔ اور سیرت دین بھی ہے۔ مگر تمام سابقہ انبیاء علیہم السلام کی کتب ضائع ہو گئی ہیں۔ جیسے مادیات میں تحقیقات کرتے ہو۔ روحانیت میں بھی تحقیق کرو۔

مرنے کے بعد کیا ہوگا

یہ ایک مستقل موضوع ہے۔ اس پر غور کیوں نہیں کرتے۔ اگر تمہارے پاس کوئی اہل باطن روحانی اُستاد نہیں ہے تو آؤ اسلام کے دروازہ پر آؤ۔ اگر زنا کرنے اور ڈانس کھیلنے کی وجہ سے مادرزاد نور فطرت بجھ نہیں گیا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دروازہ کے غلام اب بھی یہ نظارہ دکھا سکتے ہیں۔

اصل مقصود ذکر الٰہی ہے

بندہ آمد از برائے بندگی
زندگی بے بندگی شرمندگی

نماز تمام قسم کے اذکار کی جامع ہے نماز میں ذکر لسانی بھی ہوتا ہے ذکر قلبی بھی ہوتا ہے۔ اور ذکر جوارح بھی ہوتا ہے۔ یعنی نماز میں سبحٰنک اللّٰھم۔ الحمد شریف اور قرآن مجید کا پڑھنا۔ رکوع سجود کی تسبیحات اور التحیات وغیرہ سب ذکر لسانی ہے۔

پیشانی دو ہاتھ دو گھٹنے دو پاؤں سات اعضاء سجدہ میں اللہ کے ذکر کے لئے جھکے ہوئے ہیں۔ یہ ذکر جوارح ہے۔

ذکر قلبی

دل کو بھی متوجہ الی اللہ رکھنا پڑتا ہے۔ اگر زبان سے ذکر کرتے وقت دل دل کسی اور طرف مصروف ہے تو اس ذکر کا کوئی معتدبہ فائدہ نہیں ہوگا۔ ارشادِ باری تعالےٰ اَلَا بِذِکْرِ اللّٰہِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ۔ خبردار اللہ کے ذکر سے دلوں کو اطمینان حاصل ہوتا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ ذکر کا تعلق دل سے بھی ہے۔ توجہ الی اللہ بھی ذکر قلبی ہے اگر زبان سے تو بولتا رہتا ہے اور دل میں بھولی ہوئی باتیں شیطان یاد دلا رہا ہو تو وہ نماز نماز نہیں ہے۔ وہ نماز میں شیطان کا حصہ ہوتا ہے۔ جیسے نئے کپڑے کو انگارہ لگ جاتے تو وہ جل جاتا ہے۔ تو اسی طرح نماز بھی شیطان کا حصّہ بن جاتی ہے۔

حصن حصین

ایک کتاب ہے جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اذکار کا مجموعہ ہے۔ میں کہا کرتا ہوں جتنے اذکار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خود کئے ہیں اور فرمائے ہیں اگر کوئی ان اذکار کا عامل ہو تو مجھے بتاؤ اُس کے پاؤں دھو کر پیئیں گے۔

جو تبع قرآن ہے۔ اگرچہ گودڑی پوش ہے وہ ہمارا امام ہے۔ اور جو تبع قرآن نہیں اگر آسمان پر بھی اُڑتا ہوا نظر آئے وہ گمراہ ہے مضل ہے۔ انسان کی آنکھیں تو قرآن مجید پڑھنے سے کھلتی ہیں۔ اور صحیح دین کا نقشہ بھی کتاب وسنت کی روشنی ہی میں معلوم ہوسکتا ہے۔ وما علینا الا البلاغ واللہ یھدی من یشاء الی صراط مستقیم

احمد حسین چغتائی

فرزندانِ توحید کی آمد ورفت

اللہ تعالےٰ کی حمد وثنا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود وسلام کے بعد۔

زمانے بھر میں پھیلا دو غلبۂ رحمانی
زمانے بھر سے مٹا دو غلبۂ شیطانی

اے مسلمان جب تو دار العمل میں قدم رکھتا ہے۔ تو تجھے غسل دے کر تیرے کانوں میں اذان وتکبیر پڑھی جاتی ہے گویا کہ تجھے سبق دیا جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی ذات و صفات سب سے بلند ہے۔ وہ اس کارخانۂ قدرت کا مالک ہے۔ وہی زندگی بخشتا ہے۔ وہی مارتا ہے۔ اور وُہی قاضی الحاجات ہے وہ ایک ہے اور بے نیاز ہے۔ وہ کسی کا محتاج نہیں وہ خود کائنات کے ذرّہ ذرّہ کی حفاظت اور نگہبانی کرتا ہے۔ اُس کو نہ کسی نے جنا ہے۔ اور نہ اُس کی کوئی اولاد ہے وہ تو واحد نورٌ علیٰ نور ہے۔ پھر بتایا جاتا ہے۔ کہ اُس مالک کے بعد اگر کوئی ذات ہے تو وہ تاجدار مدینہ۔ سبز گنبد کے مکیں۔ سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس ہے۔ مذکورہ ذات وصفات کے بعد کہا جاتا ہے کہ جب تو ہوش سنبھال لیگا۔ تو پھر اُسی پروردگار کی پرستش اور حضور پُرنور کے فرمان کی پیروی کرتے رہنا اور دوسرے گمراہ لوگوں کو بھی ہدایت کرتے رہنا اور باطل کی مخالفت کرتے رہنا۔ گویا کہ تیرا کام توحید کا پرچار کرتے رہنا ہے۔ الغرض تیرا ہر کام اللہ کی رضا کے لئے ہونا چاہئے۔ اور اللہ تعالےٰ اس کام کو عبادت میں شمار کرتے ہیں۔ لہٰذا تو سراپا عبادت ہو جائے گا۔ اور حق تعالےٰ فرماتے ہیں۔ پس تو ہی کامیاب ہے۔ کیونکہ تو غیب پر ایمان لاتا ہے۔ اور قائم کرتا ہے نماز کو اور جو کچھ دیا ہے۔ ہم نے اُس میں سے خرچ کرتا ہے۔ یعنی بیواؤں۔ یتیموں۔ بیکسوں مسافروں قیدیوں الغرض تمام مصیبت زدگان کی ہر ممکن طریقے سے خدمت کرتا ہے۔ لہٰذا تو اپنے سامنے اور بعد میں آنے والوں کے لئے چراغ ہدایت ہے۔ پھر جب تو اپنا سفر ختم کرکے دار الجزا کی طرف رجوع کرتا ہے۔ تو تجھے غسل دے کر سپردِ خاک کرنے کے لئے قبرستان میں پہنچایا جاتا ہے۔ تو پھر وہاں تیری نمازِ جنازہ بغیر اذان وتکبیر کے ادا کی جاتی ہے۔

نزول مائدہ کی حقیقت

از جناب ایم عبدالرحمٰن صاحب لدھیانوی

(۱) حضرت عیسےٰ ؑ سے عجیب و غریب معجزات کا صدور ہوا ہے۔ مثلاً مُردوں کا زندہ کرنا، مٹی کا جانور بنانا، پھر اُس کو پھونک مار کر زندہ کر دینا اور اس کا اُڑ جانا۔ سخت سے سخت مریضوں کا صحتیاب ہونا، کوڑھیوں کا صحیح سالم ہو جانا۔ اس کے علاوہ نزول مائدہ کا ایک عجیب و غریب قصہ ہے۔ اس کی کیفیت یوں ہے کہ اکثر اوقات حواریین حضرت عیسےٰ علیہ السلام کے ہمراہ رہتے تھے۔ ان کے علاوہ اور لوگ بھی ساتھ ہو جاتے تھے۔ ایک روز سفر میں تھے۔ کھانے کو کچھ نہ ملا۔ لوگوں نے حواریوں سے کہا کہ حضرت عیسیٰ ؑ سے عرض کرو کہ حق تعالےٰ ایک خوان طرح طرح کے کھانوں کا آسمان سے نازل فرمائے۔ تاکہ سب لوگوں کے پیٹ بھریں۔ حواریوں نے اس بات کا گذارش کرنا بے ادبی سمجھا۔ انکار کیا۔ مگر آخرکار لوگوں کے اصرار سے مجبور ہو کر آپ کی خدمت میں لوگوں کی استدعا عرض کی۔ آپ نے فرمایا تم مومن ہو تو خدا سے ڈرو۔ شک کی بات مت کرو۔ لوگوں نے عرض کی کہ ہم قدرت خدا سے منکر نہیں ہیں۔ لیکن ہم چاہتے ہیں کہ ہمارے دلوں کو اطمینان ہو اور ہمارا ایمان آپ کے ساتھ بڑھ جائے۔ حضرت عیسےٰ ؑ نے اُن کی یہ استدعا سن کر دو رکعت نماز پڑھی اور خدا سے عرض کی کہ اے دانائے نہاں و آشکارا کہ ہم پر آسمان سے ایک خوان اُتار۔ کہ ہمارے اگلے اور پچھلوں پر روز عید ہو اور وہ تیری جانب سے میری نبوت کا ایک نشان کافی ہو اور تو سب رازقوں سے بہتر رزق عطا کرنے والا ہے۔ خدا نے انکی دُعا قبول کی مگر ساتھ ہی ارشاد فرمایا کہ جو کوئی اس نشان کے نازل ہونے کے بعد کفران نعمت کرے گا۔ میں اس کو ایسا عذاب دونگا کہ کسی کو عالم میں ایسا عذاب نہ دیا ہوگا۔ بعدہٗ ایک خوان سب کے روبرو آسمانوں سے اس شان کے ساتھ نازل ہوا کہ اُس کے نیچے اور اوپر دو ٹکڑے ابر کے تھے۔ آہستہ آہستہ اُتر کر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے روبرو آ گیا۔ اُس کی خوشبو سے لوگوں کے دماغ معطر ہو گئے۔ حضرت عیسےٰ ؑ نے شکرانہ ایزدی ادا کیا۔

(۲) نزول مائدہ کا حضرت عیسیٰ ؑ پر آٹھواں انعام ہے۔ اور اس وقت کا تذکرہ ہے جب حضرت عیسیٰ ؑ اور قوم بنی اسرائیل دریائے طبراس کے پاس تھے اور کھانے کو کوئی چیز موجود نہ تھی تو بنی اسرائیل نے نزول مائدہ کی درخواست کی تھی۔ حسن بصری اور مجاہد کہتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ ؑ نے دُعا ضرور کی تھی۔ لیکن نزول مائدہ کو چونکہ خدا کی طرف سے سخت وعید کے ساتھ مشروط کیا گیا تھا اس لئے دوبارہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے درخواست نہ کی۔ اور نہ حواریوں نے خواہش کی۔ اس لیئے مائدہ نازل نہ ہوا۔ لیکن جمہور اُمت اور مشاہیر علماء کا بالاتفاق قول ہے کہ مائدہ ضرور نازل ہوا اور شرائط معاہدہ کی خلاف ورزی کرنے پر بنی اسرائیل عذاب الٰہی میں مبتلا ہوئے اور سوروں اور بندروں کی شکل میں مسخ کر دیئے گئے۔ ابن کثیرؒ اور سیوطیؒ نے بیان کیا ہے۔ کہ خوان پر سات روٹیاں اور سات مچھلیاں تھیں اور دسترخوان سرخ رنگ کا تھا۔ فرشتے آسمان سے لے کر اُس کو آئے تھے اور سب لوگ اس کو کھا کر سیر ہو گئے تھے۔ ابن عباسؓ کا یہی قول ہے۔ عمار بن یاسر کے قول کے مطابق جنت کے میوے بھی دسترخوان پر تھے۔ (ابن جریر) عمار ابن یاسر کی مرفوع حدیث میں آیا ہے کہ آسمان سے مائدہ اُترا۔ اس پر روٹیاں اور گوشت تھا۔ اور بنی اسرائیل کو حکم دے دیا گیا تھا کہ آج سیر ہو کر کھا لو کل کے واسطے جمع کر کے نہ رکھو۔ مگر بنی اسرائیل نے خیانت کی اور چُرا کر دوسرے روز کے واسطے رکھ چھوڑا۔ اس پر نزول مائدہ موقوف ہو گیا۔ اور خلاف ورزی کرنے والوں کی شکل سؤر اور بندروں کی طرح بنا دی گئی (ترمذی ابن جریر، ابن ابی حاتم ابوالشیخ، ابن مردویہ) اس روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ خوان صرف ایک ہی دن نازل نہیں ہوا۔ بلکہ بہت دنوں تک اُترتا رہا۔ اور بالآخر بنی اسرائیل کی نافرمانی سے اس کی بندش ہو گئی۔

(۳) جب حواریوں نے حضرت عیسیٰ ؑ سے کہا تھا کہ کیا تمہارا رب ہمارے حالات کو دیکھتے ہوئے اتنا کر سکتا ہے اور تمہاری دُعا سے یہ ہو سکتا ہے کہ آسمان سے ہم پر ایک خوان تیار بھیج دے۔ حضرت عیسیٰ ؑ نے جواب دیا لوگو! اگر تم ایماندار اور خالص مسلمان ہو تو خدا سے ڈرو۔

اس فقرہ کا مطلب چار طریقہ پر بیان کیا گیا ہے۔ اوّل یہ کہ سچائی کے لیئے اتنی نشانیاں نہ مانگو کہ ایمان بالغیب نہ رہے اور مشاہدہ ہو جائے۔ بلکہ اگر تمہارا خالص ایمان بالغیب ہے تو اُسی کو قائم رکھو اور خدا سے ڈرتے رہو (سیوطی) دُوسرا مطلب یہ کہ بنی اسرائیل فقیر محتاج تھے۔ انہوں نے اس لیئے اس قسم کا سوال کیا تھا کہ کھانا بے محنت مل جائے اور اطمینان سے عبادت کر سکیں۔ حضرت عیسیٰ ؑ نے ان کی درخواست قبول کر لی لیکن اتنا کہہ دیا کہ بہتر یہی ہے کہ تم اس کی طلب نہ کرو۔ شائد اس کا حصول فتنہ و عذاب کا سبب نہ ہو جائے۔ اس لئے کہ تم رزقِ حلال کی طلب میں محنت کرو اور اللہ تعالےٰ پر توکل رکھو۔ تیسرا مطلب یہ ہے کہ اگر تمہارا ایمان کامل ہے تو تقویٰ رکھو۔ متقی کو غیب سے رزق ملتا ہے۔ چوتھا مطلب ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ عیسیٰ ؑ نے بنی اسرائیل سے کہا تھا۔ کہ کیا تم سے یہ ہو سکتا ہے کہ خدا کے واسطے تیس روزے رکھو۔ پھر جو مانگو گے وہ ملیگا۔ بنی اسرائیل نے ایسا ہی کیا۔ لیکن روزے ختم ہونے کے بعد کہنے لگے۔ اے معلم خیر! ہم نے یہ کام کر لیا ہے۔ اگر ہم کسی بندہ کے واسطے ایسا کرتے تو فراغت پر ہم کو خوب کھانا کھلاتا۔ اس لیئے مائدہ کی درخواست کی۔ تو حضرت عیسیٰ ؑ نے فرمایا خدا سے ڈرو اگر اس پر تمہارا ایمان کامل ہے تو ایسے گستاخی کے کلمات نہ کہو۔ بنی اسرائیل نے حضرت عیسیٰ ؑ کے جواب میں کہا کہ ہمارا مقصد گستاخی نہیں ہے۔ بلکہ اس میں چار فائدے ہیں۔ اوّل تو ہم یہ چاہتے ہیں کہ اُس میں سے کھائیں تاکہ رزق حاصل ہو۔ دوسری غرض یہ ہے کہ ہمارے دلوں کو اطمینان حاصل ہو جائے۔ اور ہمارے ایمان و یقین میں اضافہ ہو جائے۔ تیسرا فائدہ یہ ہے کہ ہم کو آپ کی نبوت کا کافی یقین ہو جائے کہ آپ سچے ہیں۔ چوتھی وجہ یہ ہے۔ کہ ہم کو قدرتِ الٰہی کا مشاہدہ ہو جائے۔ علم استدلالی مشاہدہ سے بدل جائے اور جو لوگ غیر حاضر ہیں ہم اُن کے سامنے اس کی شہادت دے سکیں۔ جب حضرت عیسیٰ ؑ نے اُن کے

یہ مقاصد سُنے تو بارگاہ الٰہی میں عرض کی کہ اے ہمارے معبُود اے ہمارے خُدا ہم پر آسمان سے ایک خوان نازل فرما۔ جو ہمارے زمانہ والوں اور آئندہ آنے والوں کے لئے عید بن جائے اور باعث سُرور ہو جائے۔ اور تیری قُدرت کاملہ پر نشانی ہو جائے۔ اور اس سے مقصُود ہمارا صرف روزی حاصل کرنا ہے۔ شانِ مقدّس میں گستاخی مدّنظر نہیں۔ تو خیرُالرّازقین ہے۔ ہم کو غیب سے رزق عطا فرما۔ خُدا تعالٰی نے فرمایا۔ میں خوان تو ضرور نازل کروں گا۔ لیکن شرط یہ ہے۔ کہ اگر مائدہ نازل ہونے کے بعد تم میں سے کسی نے ناشُکری کی تو میں اُس پر ایسا سخت عذاب نازل کروں گا کہ آئندہ دُنیا میں کسی کو ایسے عذاب میں مُبتلا نہیں کرونگا چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ کہ جن اسرائیلیوں نے ناشُکری اور کُفر کیا اور ایسی نعمت بارده ملنے پر بھی اطاعت نہ کی تو اُن کی شکل بندروں اور سؤروں کی ہو گئی۔

۴۔ حضرت مولانا شبیر احمدؒ عثمانی نے ان آیات پر حاشیہ میں تحریر فرمایا ہے حواریوں نے۔ حضرت عیسٰیؑ سے کہا کہ آپ کی اعانت اور دُعا سے خُدا ہمارے لئے بطور خرق عادت ہم پر آسمان سے بھرا ہوا خوان اُتار ہے آسمان کی طرف سے بے محنت روزی پہنچ جایا کرے۔ یہ ضرور نہیں کہ وُہ خوان جنّت کا ہو۔ حضرت عیسٰیؑ نے جواب میں کہا کہ ایماندار بندہ کو لائق نہیں کہ ایسی غیر معمُولی فرمائش کرکے خُدا کو آزمائے۔ خواہ اُس کی طرف سے کتنی ہی مہربانی کا اظہار ہو۔ روزی اُن ہی ذریعہ سے حاصل کرنی چاہیئے جو قُدرت نے اُس کی تحصیل کے لئے مقرر کیئے ہیں۔ بندہ جب خُدا سے ڈر کر تقوٰی اختیار کرے اور اُسی پر ایمان و اعتقاد رکھے تو حق تعالٰے ایسی جگہ سے اُس کو رزق پہنچائے گا۔ جہاں سے وہم و گمان بھی نہوگا۔

وَمَنْ يَّتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّهٗ مَخْرَجًا وَّ يَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ طلاق ع پارہ ۲۹۔

کہنے لگے کہ ہم آزمانے کو نہیں مانگتے۔ بلکہ برکت کی اُمید پر مانگتے ہیں۔ تاکہ غیب سے بے محنت روزی ملتی رہے۔ اور اطمینان قلب و دلجمعی سے عبادت میں لگے رہیں۔ اور آپ نے جو غیبی خبریں جنّت کی نعمتوں کی بابت دی ہیں۔ ایک چھوٹا سا نمونہ دیکھ کر اُن کا بھی یقین کامل ہو جائے۔ اور ایک عینی شاہد کے طور پر اس کی گواہی دیں۔ جس سے یہ معجزہ ہمیشہ مشہور رہے۔

بعض مفسّرین نے نقل کیا ہے کہ حضرت مسیحؑ نے وعدہ فرمایا تھا کہ تم خدا کے لئے تیس دن کے روزے رکھ کر جو کچھ طلب کرو گے۔ وُہ دیا جائے گا۔ حواریّن نے روزے رکھ لئے اور مائدہ طلب کیا اور کہا کہ وُہ دن جس میں مائدہ آسمانی نازل ہو ہمارے اگلے پچھلے لوگوں کے حق میں عید ہو جائے کہ ہمیشہ ہماری قوم اُس دن کو بطور یادگار تہوار منایا کرے کہتے ہیں کہ وُہ خوان انوار کو اُترا جو نصارٰی کے یہاں ہفتہ کی عید ہے۔ جیسے مُسلمانوں کے یہاں جُمعہ۔ موضح القرآن میں ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ وُہ خوان چالیس روز تک اُترا۔ پھر بعض نے ناشُکری کی یعنی حُکم ہُوا تھا کہ فقیر اور مریض کھائیں۔ خوشحال اور تندرست بھی کھانے لگے۔ پھر اسّی ۸۰ آدمیوں کے قریب سؤر اور بندر ہو گئے۔ یہ عذاب پہلے یہود میں ہُوا تھا۔ پیچھے کسی کو نہیں ہُوا۔ بعض کہتے ہیں کہ خوان نہیں اُترا۔ یہ تہدید سُن کر مانگنے والے ڈر گئے نہ مانگا۔ لیکن پیغمبر کی دُعا عبث نہیں اور اس کلام (قرآن) میں نقل کرنا بے حکمت نہیں۔ شاید اس دُعا کا اثر یہ ہے کہ حضرت عیسٰیؑ کی اُمت میں آسودگی مال ہمیشہ رہی ہے اور جو کوئی ان میں ناشُکری کرے یعنی دل کے اطمینان سے عبادت میں نہ لگے۔ بلکہ گناہ میں خرچ کرے تو شاید آخرت میں اب سے زیادہ عذاب پائے۔ اس میں مُسلمانوں کو عبرت ہے اور اپنا مُدعا خرق عادت کی راہ سے نہ چاہیئے۔ کہ پھر اُس کی شُکر گزاری بہت مشکل ہے۔ اسباب ظاہری پر قناعت کرے تو بہُت بہتر ہے۔ اس قصہ میں یہ بھی ثابت ہُوا کہ حق تعالٰی کے آگے حمایت کی پیش نہیں جاتی۔

ہفت روزہ خدام الدین لاہور

۱۔ آزاد نیوز ایجنسی چوک بازار منڈی بورے والا

۲۔ میاں محمد صادق صاحب جامع مسجد بلاک ۱ سرگودھا

۳۔ جناب عبدالغفور صاحب کھل بنولہ فروش غلہ منڈی سرگودھا

۴۔ مولوی عبدالرشید صاحب امام مسجد محلہ محل پورہ کیمبل پور

استفہام

پھر دین سے بیزاری آقا سے بغاوت کیوں ہے
مسجود سے کیوں لیکن کی عبادت بھی
کعبہ کے ثنا خواں ہیں انکار حقیقت کیوں ہے
اظہار عقیدت ہے مخلوق کی طاعت کیوں ہے
فی معصیۃ الخالق ہیں ناپاک سیاست کیوں ہے
اس پاک ریاست میں اللہ کی حکومت ہیں
آزاد ہو دینِ منصور خلافت کیوں ہے
حق گوئی و بے باکی بسمل آ ہے
باطل کے پجاری تو میداں میں ہیں
اسلام کے فرزند و اسلام سے غفلت کیوں ہے

صادق ہوشیار پوری

ضروری اعلان

مولانا غلام قادر صاحب مہتمم مدرسہ اسلامیہ فاروقیہ رجسٹرڈ ملتان شہر ۱۵ ذوالقعدہ ۷۸ھ تک اڑھائی ماہ منبع الفیوض والعرفان الحاج حضرت مولانا احمد علی صاحب دامت برکاتہم کی خدمت میں لاہور رہیں گے۔ لہٰذا مسجد پونگراں کچہری روڈ ملتان میں ان کی بجائے تحریک تنظیم اہل سُنّت کے مرکزی مبلّغین میں سے باری باری کوئی صاحب جمعہ پڑھایا کریں گے۔ احباب مطلع رہیں

والسلام

ناظم مسجد پونگراں کچہری روڈ ملتان شہر

لال دین صاحب اختر

حلقۂ احباب

قسط نمبر ۱۶

سلسلہ کے لئے شمارہ ۲۷ فروری ملاحظہ ہو

(عالمِ ناسوت میں آفتابِ سماوی کو فیاضِ عالم کہا جاتا ہے۔ مگر اس کی کرنیں صدف کی اُوپر کی سطح کی پختگی کا باعث تو ضرور بنتی ہیں۔ لیکن گوہرِ شہوار کی پرورش کا ان سے کوئی واسطہ نہیں ہے۔ اسی طرح اور عین اسی طرح عقل و خرد کی تیار کردہ غذاؤں اور دواؤں سے نہ ہو تو قلب و رُوح کی پرورش ہوتی ہے۔ اور نہ ہی ان کے امراض کا علاج ہوتا ہے۔ بلکہ رُوح کی حفاظت اور پرورش فقط فرستادگانِ الٰہی کے الہامی پیغام کی مرہونِ منّت ہے۔ اور ساتھ ہی ان کی صحبت کا فیض ہے۔ جو قلبُ رُوح کے سنگریزوں کو جواہرات سے بدلا بخشتا ہے۔ اللہ اللہ چند دنوں کی ہمنشینی سے قساوت نرم دلی سے۔ ظلمت و جہالت نورِ عرفانی سے۔ درندگی رحم و شفقت سے۔ رہزنی پاسبانی سے۔ بے حیائی و عیّاشی پاکدامنی سے بدل جاتی ہے۔ اور بندۂ اہرمن بندۂ خدا بن جاتا ہے ؎

پختہ سازد صحبتش ہر خام را
تازہ غوغائے دہد ایّام را

مُعلّمِ اکبر نبیِ آخر الزماں محمد مصطفٰے صلّی اللہ علیہ وسلّم کے متعلق جو قرآنِ عزیز کا ارشاد ہے۔ اُس سے آپ کے چار منصب کا پتہ چلتا ہے۔ کہ تلاوتِ قرآنِ مجید۔ تعلیم قرآن مجید۔ تعلیم حکمت اور اسرارِ دین اور آخری چیز یہ کہ اپنی مبارک صحبت میں بٹھلا کر قرآنی رنگ کا قلب و روح پر اثر کرنا اور آج بھی جبکہ آفتاب نبوت کی ضوفشانیوں کا زمانہ ہم سے چودہ سو برس آگے چلا گیا ہے خدائے دو جہان کے لطف و کرم سے ہم کو مایوسی نہیں ہے۔ خود آقائے نامدار کا ارشاد ہے کہ علمائے اُمتی کا انبیاء بنی اسرائیل (میری اُمّت کے علماءِ خیر بنی اسرائیل کے نبیوں کی طرح احیائے دین میں کوشاں رہیں گے) لہٰذا وہ ولایت جو آفتابِ نبوّت سے مستفیض ہو اس کا فیضان قیامت تک جاری رہے گا۔ اس کے متلاشی اس کی جستجو میں جب بھی نکلیں گے۔ اس کو ضرور پالیں گے۔ رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کا سکّہ تا قیام قیامت جاری رہے گا۔ لہٰذا ولایت کی ضیا پاشیاں ہر زمانے میں موجود رہی ہیں۔ اور ہمیشہ موجود رہیں گی)

(سعید اور مولوی عبدالرشید لائل پور سے واپس آچکے ہیں۔ لائل پور جاتے ہُوئے مولوی عبدالرشید صاحب اولیاء کرام کے قصے اور خصوصیت سے مولانا محی الدین صاحب کی صحبت میں اپنے واردات کا تذکرہ بیان فرماتے رہے ہیں۔ مگر واپسی پر مولوی عبدالرشید صاحب خاموش رہے اور سعید صاحب والہانہ انداز میں حضرت مولانا کی مدحت سرائی میں محو رہے۔ مولوی عبدالرشید صاحب کے چہرے پر فاتحانہ تبسّم تھا اور سعید صاحب کے ہر بیان کی تصدیق و تائید گردن کے اشارے سے یا نگاہوں کی مسکراہٹ سے کر رہے تھے۔ آج سعید صاحب عید گاہ میں باقی لوگوں سے پہلے پہنچ گئے۔ اور بعد ازاں باقی احباب بھی اکٹھے ہو گئے۔

جاوید - سعید صاحب - حضرت مولانا صاحب کی زیارت ہو گئی ؟

سعید صاحب - الحمدللہ - حضرت وہیں تھے۔

اختر۔ مسعود - بخیریت تھے ؟

سعید - بفضلِ خدا بخیر و خوبی تھے۔

جاوید اور باقی احباب - سعید صاحب آپ کو مبارک ہو کہ آپ ایک ولی اللہ کی زیارت سے مشرف ہو کر آئے ہیں۔

سعید - خیر مبارک (چہرے پر نورِ عقیدت کی ایک جھلک آرہی ہے)

جاوید - مولوی عبدالرشید صاحب - کچھ حضرت مولانا صاحب کے تازہ تریں ارشادات کے متعلق بیان فرمائیے۔

مولوی عبدالرشید - آپ سعید صاحب ہی سے پوچھئے

سعید صاحب - جاوید صاحب - دیکھنے اور سُننے میں بڑا فرق ہوتا ہے۔ اگرچہ مولوی عبدالرشید صاحب، حضرت مولانا محی الدین کے تعارف میں اپنی پوری قوت بیانی سے کام لیتے رہے ہیں۔ مگر وہاں تو معاملہ ہی کچھ اور ہے۔ فی الواقع رُوح کے احساسات پر اس قدر پاکیزہ اثر ہوتا ہے۔ کہ انسان اپنے دل میں ذوقِ عبادت کا ایک بے پناہ جذبہ محسوس کرنے لگتا ہے۔ درسِ قرآن مجید کی کیفیت حدِّ بیان سے باہر ہے۔ قرآنِ عزیز کی تفسیر اور پھر موجودہ معاشرے کی بگڑی ہوئی شکل کا قرآنی آئینہ میں دکھانا حضرت مولانا صاحب کا ایک خدا داد جوہر معلوم ہوتا ہے۔ میرے دل نے ہزار دفعہ اقرار کیا ہوگا کہ آج کے بعد قرآن مجید کو ضرور سمجھنے کی کوشش جاری کروں گا۔ اور باقی حاضرین کا کیا کہنا ؎

"رنگ میں ڈوبا ہُوا ہے جو تری محفل میں ہے"

جاوید - سعید صاحب - خدا کی قسم مجھے آپ کے حالات میں ایک انقلاب سا نظر آرہا ہے

طے شود جادۂ صدسالہ بآہے گاہے

کے مصداق آپ کے اسلوبِ بیان اور باقی اطوار و کردار میں ایک نمایاں تبدیلی کی جھلک نظر آتی ہے۔ اچھا کوئی اور بات بھی بتائیے۔

مولوی عبدالرشید - ؎

ہزاروں سال نرگس اپنی بے نوری پہ روتی ہے
بڑی مشکل سے ہوتا ہے چمن میں دیدہ ور پیدا

وہ لوگ جن کی صحبت میں دل کی بنجر زمین چند سالوں بلکہ مہینوں اور دنوں کے بعد سدا بہار پھولوں کی ایک حسین وادی بن جاتی ہے۔ سنگریزوں میں جواہرات کی سی چمک دمک پیدا ہو جاتی ہے۔ اور بہیمیت کے بعد ملکوتی سیرت کی دولت حاصل ہوتی ہے۔ ایسے نیکو فطرت افراد برسوں کے بعد پیدا ہوتے ہیں۔ اور لاکھوں میں بھی تلاش کرنے سے بمشکل ملتے ہیں۔

اختر - مولوی جی - سعید صاحب کو حضرت مولانا صاحب نے اپنے حلقۂ رشد میں شامل بھی فرمایا ہے یا نہیں ؟

مولوی عبدالرشید - جی ہاں -

سعید - الحمدللہ - میں بھی کل سے حضرت کے خدّام میں سے ہوں۔

جاوید - بیعت کے بعد کچھ مخصوص نصیحت بھی فرماتے ہیں ؟

سعید - ہاں - پانچ وقت کی نماز کو نہایت پابندی سے ادا کرنے کی بڑی تاکید فرماتے ہیں - اور ساتھ ہی یہ بھی فرماتے ہیں - کہ کسی کو دُکھ نہ دیا جائے -

مسعود - بعد میں کوئی اوراد و وظائف بھی ارشاد فرماتے ہیں ؟

عبدالرشید - حضرت اعلےٰ بیعت کے موقعہ

پر توحید کے اقرار کے بعد اللہ تعالےٰ کے اسم ذات کے متعلق ارشاد فرماتے ہیں کہ اس کو اس طریقے سے اتنی دفعہ پڑھا کرو اور اس موقعہ پر اللہ تعالےٰ کے سوا ہر چیز کو کالعدم یقین کرو۔ اور اس تصوّر کو ہر وقت پیش نظر رکھنے کی کوشش کرو۔

جاوید - مولوی صاحب - حضرت کی طبیعت کیسی ہے - ہم جیسے کالج کے تربیت یافتہ لوگوں کو تو بڑی نفرت کی نگاہ سے دیکھتے ہوں گے۔

عبدالرشید - اگر ایسا ہوتا تو سعید صاحب کو کیسے اپنے حلقۂ رُشد میں شامل کر لیتے۔ اور ہم جیسے ناقص انسانوں کی وہاں کس طرح رسائی ممکن ہوتی - میرا ایمان ہے کہ اُن کی فطرت میں قدرت نے حلم و بُردباری اور حُسنِ مروّت کے جوہر کوٹ کوٹ کر بھرے ہوئے ہیں - ہر شخص جو اُن کی صحبت میں حُسنِ عقیدت سے بیٹھا ہُوا ہوتا ہے - یُوں محسوس کرتا ہے - کہ میرے دل پر کوئی شفقت سے ہاتھ پھیر رہا ہے - مَیں تو بڑے وثوق سے کہہ سکتا ہوں کہ شاید دُنیا کا کوئی شیر خوار بچّہ اپنی والدہ مشفقہ کی آغوش لطف و کرم میں اتنا مسرور نہیں ہوتا ہوگا - جتنا کہ حضرت مولانا محی الدین صاحب کی صحبت میں رُوح کو کیف و سرور حاصل ہوتا ہے۔

(۱) در نگاہم بایزیدِ ایں زماں
بے گماں اُو قبلۂ صاحبدلاں

(۲) صحبتش ایمان را تازہ کند
ذوقِ قرآں در دلِ مومن نہد

(۳) نورِ قرآں رہنمائے کائنات
درسِ قرآں رُوح را آبِ حیات

(۴) بر زبانش شرح قرآں روز و شب
شمعِ ایماں نور افشاں روز و شب

(۵) عصرِ حاضر یافت شیخ کاملاں
فیض ازو حاصل کنند پیر و جواں

(۶) یک نظر بر روئے او تسکینِ جاں
اللہ اللہ صحبتِ روحانیاں

(۷) در حضورش نورِ جاں تابندہ تر
بر فلک دارد گزر آہِ سحر

ترجمہ

(۱) میری نگاہوں میں میرے شیخ کامل کا مقام بہت بلند ہے - ہاں آپ کو سمجھانے کے لئے مَیں اُن کو اس زمانے کا حضرت بایزید بسطامی کہہ سکتا ہوں - اور اس میں شک و شبہ کی گنجائش ہی کیا ہے۔ وہ تو بفضل ایزد متعال صاحبِ باطن حضرات کے مرجع ہیں۔

(۲) اُن کی صحبت سے ایمان میں نئی زندگی اور تابندگی پیدا ہوتی ہے - سب سے بڑی نعمت یہ حاصل ہوتی ہے کہ اُن کا ہم نشین دیوانۂ قرآن مجید بن جاتا ہے۔

(۳) اے مسلمان! قرآنِ پاک کی تعلیمات تمام دُنیا کے جن و انس کے لئے تا قیامِ قیامت نورِ ہدایت ہیں - یہی وجہ ہے کہ قرآنِ حکیم کا ایک درس بھی انسانی رُوح کو زندگیٔ جاوید عطا کرتا ہے۔

(۴) میرے والد روحانی ہر وقت قرآنِ حکیم کی روشنی میں خلقِ خدا کی رہنمائی فرماتے رہتے ہیں - حضرتِ والا شان کا وجود مسعود عقیدتمندوں کی محفل میں یوں معلوم ہوتا ہے جیسے کوئی شمع جل رہی ہے۔

(۶) اُن کے نورانی چہرے پر ایک عقیدتمندانہ نظر ڈالنے سے دل کو فردوسی اطمینان حاصل ہوتا ہے - سبحان اللہ اہلِ دل کی صحبت میں عجب کیف و سرور ہوتے ہیں

مسعود - مولوی صاحب - یہ اشعار کس کے ہیں؟

عبدالرشید - یہ حضرت کی جُوتیوں کا صدقہ آج رات کو ہی مَیں نے جوشِ عقیدت میں کہے ہیں۔

جاوید - اچھا اچھا - آپ شاعر بھی ہیں؟ (مولوی عبدالرشید سُن کر مُسکراتے ہیں، اور خاموش رہتے ہیں)

اختر - جناب آپ نے وضاحت نہیں فرمائی - کہ حضرت مولانا کا ہم جیسے مغرب زدوں سے کیسا سلوک ہے؟

عبدالرشید - مَیں نے تو عرض کر دیا ہے - کہ وہ ہر قسم کے آدمی سے نہایت خندہ پیشانی سے ملتے ہیں - اور اگر کوئی اصلاح کے لئے حاضر ہو تو بڑے خوش ہو کر رہنمائی فرماتے ہیں - اُن کے پاس ہر قسم کے لباس میں ملبوس لوگ آتے ہیں - مگر آپ ہر ایک سے بڑی بزرگانہ تواضع سے پیش آتے ہیں - بعض اوقات فرمایا کرتے ہیں - کہ مَیں تو سمجھتا ہوں کہ جو کوئی بھی اللہ تعالےٰ کا نام سیکھنے کے لئے آئے - ہمیں بڑی خوشی ہوتی ہے - اسے بڑے شوق سے سکھا دینا چاہیئے - ہوسکتا ہے کہ وہ اس حُسنِ سلوک سے دینِ حقّہ کا پُورا پُورا حامل بن جائے - یا دوبارہ اس کو آنے کا موقع نہ ملے - ان کے عام ... سے معلوم ہوتا ہے - کہ ان کا ... ہے - گنہگار لوگوں سے نفرت نہیں - وُہ برتنوں کو صاف کرنا چاہتے ہیں - توڑنا نہیں چاہتے - لہٰذا نہایت ادب سے سب کے حال کے مطابق ہر اپنا ...

جاوید - اچھا مولوی صاحب - حسبِ وعدہ آج کی فرصت میں ہمیں بھی ان کا کوئی حال سُنا دیجئے - تاکہ ہماری عقیدت میں اور اضافہ ہو۔

سعید - مولوی صاحب، وُہی سُنا دیجئے - جو نمازِ ظہر کے بعد اس سکول ٹیچر نے ہم سے بیان کیا تھا۔

جاوید - وُہ کیا تھا؟

مولوی عبدالرشید - نمازِ ظہر کے بعد چند احباب بیٹھے تھے - کیونکہ حضرت صاحب حجرے میں تشریف لے گئے تھے - ان کی مصروفیات کا کچھ اندازہ نہیں لگایا جا سکتا - لہٰذا اکثر نمازوں کے بعد علیحدگی میں تشریف لے جاتے ہیں۔

ایک دیہاتی - مولوی جی - ماسٹر جی نے کیا بیان کیا تھا؟

مولوی عبدالرشید - ہاں! ماسٹر جی جو حضرت مولانا صاحب کے تربیت یافتہ معلوم ہوتے تھے - باقی لوگوں کے ساتھ وہاں بیٹھے ہوئے تھے - جب صرف پانچ چار آدمی باقی رہ گئے تو باتوں باتوں میں حضرت صاحب کی تعریف شروع ہوگئی - اس ضمن میں ماسٹر صاحب نے اپنی آپ بیتی بیان کی - فرمانے لگے - کہ مجھ کو ایک روحانی مرض تھا جس کی شفا کا کوئی ذریعہ نظر نہیں آتا تھا - مَیں اپنے آپ کو اس معاملہ میں بالکل بے بس سمجھنے لگ گیا تھا وہ مرض یہ تھا - کہ مَیں جب بھی سکول کے طلبہ کو ناراض ہوتا تو میری زبان سے غُصّے کی حالت میں ہر لڑکے کے حق میں اُلّو کا پٹھا - حرام زادہ بے ساختہ نکل جاتا تھا - کسی دن ہمارے امام مسجد نے جمعہ میں مسئلہ بیان کیا - کہ حرام زادہ کہنا بڑا جرم ہے - اور اس کی عدالتِ محمدیہ میں یہ سزا ہے - اس دن سے مَیں نے ہزار کوشش کی - کہ میں اس مہلک مرض سے شفا پاؤں - مگر غُصّے کی حالت میں یہ الفاظ میری زبان سے نکل ہی جاتے تھے - ایک چھٹی کے دن مَیں نے لائل پور جانے کا ارادہ کیا - مَیں

(باقی صفحہ ۱۸ پر)

صوفی محمد شفیع عمر الدین صاحب کھٹو

سات مہلک امور سے بچو

حضرت ابو ہریرہؓ کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا۔ "سات مہلک امور سے پرہیز رکھو۔" صحابہؓ نے عرض کیا۔ "یا رسول اللہؐ وہ کون سے ہیں؟"

فرمایا :۔

(۱) خُدا کے ساتھ شرک کرنا

تشریح۔ سب حضراتِ انبیاء علیہم السلام نے توحید کا سبق دیا ہے۔ اور شرک سے روکا ہے۔ حضرت لقمان علیہ السلام جب اپنے بیٹے کو نصیحت فرمانے لگے تو سب سے پہلی نصیحت جو اسے کی وُہ شرک سے باز رہنے کی تھی۔

(یٰبُنَیَّ لَا تُشْرِكْ بِاللّٰهِ ۭ اِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيْمٌ) لقمان رکوع ۲ پارہ ۲۱

ترجمہ۔ اے بیٹے شریک نہ ٹھہرایو اللہ کا بے شک شریک بنانا بھاری بے انصافی ہے۔

(حضرت شیخ الہندؒ)

شرک سب نیک اعمال کو حبط کر دیتا ہے۔

(وَلَوْ اَشْرَكُوْا لَحَبِطَ عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ)
سورہ الانعام رکوع ۱۰ پارہ ۷

ترجمہ۔ اگر یہ لوگ شرک کرتے تو البتہ ضائع ہو جاتا جو کچھ اُنہوں نے کیا تھا۔

اور مشرک کی سزا دوزخ کا جیل خانہ ہے۔

اِنَّهٗ مَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَقَدْ حَرَّمَ اللّٰهُ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ وَمَاْوٰىهُ النَّارُ) سورہ المائدہ رکوع ۱۰

ترجمہ۔ بے شک جس نے شریک ٹھہرایا اللہ کا سو حرام کی اللہ نے اس پر جنّت اور اس کا ٹھکانا دوزخ ہے۔

(۲) جادو کرنا

تشریح۔ کوتاہ اندیش فرعون جادوگروں کی مدد کا سہارا لے کر حضرت موسےٰ علیہ السلام کے مقابلہ میں کھڑا ہوگیا۔ اور جادو کے ساتھ خُدائی دینِ برحق کو مغلوب کرنا چاہا۔ مگر اس بدنصیب کو سخت ناکامی سے دو چار ہونا پڑا۔ حق ظاہر ہوگیا۔ باطل مٹ گیا۔ کیونکہ جادو گر کے لئے کامیابی کی راہیں بند ہیں۔

(وَلَا يُفْلِحُ السّٰحِرُ حَيْثُ اَتٰى ۝)
سورہ طٰہٰ رکوع ۳ پارہ ۱۶

ترجمہ۔ اور بھلا نہیں ہوتا جادوگر جہاں ہو مگر اللہ تعالےٰ نے جادوگروں کو بھلائی کی راہ کی طرف ہدایت فرمائی اور وُہ ایمان لے آئے۔ اور جادو سے تائب ہو گئے۔

جادو سیکھنا، سکھانا اور کرنا حرام اور کفر ہے۔ اس میں نقصان ہی نقصان ہے۔ اور کوئی نفع نہیں تعلیم الٰہی کو چھوڑ کر اس فضول فعل کا مرتکب ہونا سوائے ہلاکت کے اور کیا لائیگا۔

قرآن مجید میں آیا ہے۔

"اور انہوں نے اس چیز کی پیروی کی جو شیطان سلیمانؑ کی بادشاہت کے وقت پڑھتے تھے۔ اور سلیمانؑ نے کفر نہیں کیا تھا۔ لیکن شیطانوں ہی نے کفر کیا۔ لوگوں کو جادو سکھاتے تھے۔" البقرہ رکوع ۱۲

"خلاصہ یہ کہ یہود اپنے دین اور کتاب کا علم چھوڑ کر علم سحر کے تابع ہوگئے۔"
(حضرت شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ)

اللہ تعالےٰ اپنے بندوں کو اس بات سے بچائے کہ دین کی اعلیٰ ترین تعلیم کو چھوڑ کر ہلاک کرنے والے فعل کے مرتکب ہوں۔

(۳) ناحق کسی کو قتل کرنا

تشریح۔ (وَلَا تَقْتُلُوا النَّفْسَ الَّتِيْ حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ ۭ) سورہ بنی اسرائیل ع ۴

ترجمہ۔ اور جس جان کو قتل کرنا اللہ نے حرام کر دیا ہے۔ اسے ناحق قتل نہ کرنا۔

(وَلَا تَقْتُلُوْٓا اَوْلَادَكُمْ خَشْيَةَ اِمْلَاقٍ ۭ نَحْنُ نَرْزُقُهُمْ وَاِيَّاكُمْ ۭ اِنَّ قَتْلَهُمْ كَانَ خِطْاً كَبِيْرًا ۝) بنی اسرائیل رکوع ۴

ترجمہ۔ اور اپنی اولاد کو تنگدستی کے ڈر سے قتل نہ کرو۔ ہم انہیں بھی رزق دیتے ہیں۔ اور تمہیں بھی۔ بے شک ان کا قتل کرنا بڑا گناہ ہے۔

"کافر بیٹیاں مارتے تھے کہ ان کا خرچ کہاں سے لائینگے۔"
(موضح القرآن)

(۴) سود کھانا

تشریح۔ سود خوار کی آخرت بُری ہے۔

(اَلَّذِيْنَ يَاْكُلُوْنَ الرِّبٰوا لَا يَقُوْمُوْنَ اِلَّا كَمَا يَقُوْمُ الَّذِيْ يَتَخَبَّطُهُ الشَّيْطٰنُ مِنَ الْمَسِّ)
البقرہ رکوع ۳۸

جو لوگ سود کھاتے ہیں۔ قیامت کے دن نہیں اُٹھیں گے۔ مگر جس طرح کہ وہ شخص اُٹھتا ہے۔ جس کے حواس جن نے لپٹ کر کھو دیئے ہیں۔

اس ممانعت کے بعد جو کوئی پھر سود لے اس کی سزا دوزخ ہے۔

(وَمَنْ عَادَ فَاُولٰۗىِٕكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ۚ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ۝) البقرہ آیت ۲۷۵

ترجمہ۔ جو کوئی پھر سود لے وہی اگر دوزخ والے ہیں۔ وُہ اس میں ہمیشہ رہیں گے۔

سود خواروں کو اللہ تعالےٰ اور اُس کے رسولؐ کی طرف سے جنگ کا الٹیمیٹم ہے۔

"اگر تم نے نہ چھوڑا تو اللہ اور اس کے رسولؐ کی طرف سے تمہارے خلاف اعلانِ جنگ ہے۔"

البقرہ آیت ۲۷۹

سوچنے کا مقام ہے اگر ہم دنیوی چند پیسوں کی خاطر اللہ تعالےٰ اور آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم کی ناراضگی مول لےلیں تو ہمارا کہاں ٹھکانا ہے۔

حضرت سعدیؒ فرماتے ہیں کہ ایک سود خوار بالاخانہ کے زینہ سے گر کر فوراً ہی راہیِ ملکِ عدم ہُوا۔ اس کے بیٹے کو مرگِ پدر کا اس قدر دُکھ ہُوا۔ کہ اس نے یاروں دوستوں کی محفلیں ترک کر دیں۔ اور گریہ و زاری میں مشغول ہو گیا۔ ایک رات اس نے اپنے باپ کو خواب میں دیکھا۔ اور اس سے منکرؑ نکیرؑ کے سوال جواب کے بارے میں دریافت کیا۔ باپ نے جواب دیا ؎

بگفت اے پسر قصہ برمن مخواں
بدوزخ در افتادم از نرد باں

یعنے اے میرے فرزند اس بات کے بارے میں مجھ سے کچھ مت پوچھ۔ مَیں سود خواری کے باعث سیڑھی سے سیدھا دوزخ میں گرا ہوں۔

بوستان۔ باب در قناعت

(۵) یتیم کا مال کھانا

تشریح۔ یتیم کی حق تلفی ہرگز نہ کی جائے

ان کا مال نہ اُڑایا جائے۔ بلکہ احتیاط سے رکھا جائے۔ جب سن شعور کو پہنچے۔ اس کے حوالے کر دیا جائے۔

(وَاٰتُوا الْیَتٰمٰۤی اَمْوَالَھُمْ وَلَا تَتَبَدَّلُوا الْخَبِیْثَ بِالطَّیِّبِ ص وَلَا تَاْکُلُوْٓا اَمْوَالَھُمْ اِلٰۤی اَمْوَالِکُمْ ط اِنَّہٗ کَانَ حُوْبًا کَبِیْرًا ۝) النساء رکوع ۱

ترجمہ - اور یتیموں کو ان کے مال دے دو- اور ناپاک کو پاک سے نہ بدلو- اور ان کے مال اپنے مال کے ساتھ ملا کر نہ کھا جاؤ- یہ بڑا گناہ ہے-

نیز قرآن پاک میں آیا ہے-

" اور یتیموں کی آزمائش کرتے رہو- یہاں تک کہ وہ نکاح کی عمر کو پہنچ جائیں پھر اگر ان میں ہوشیاری دیکھو تو ان کے مال ان کے حوالے کر دو- اور انصاف کی حد سے تجاوز کرکے یتیموں کا مال نہ کھا جاؤ- اور جو حاجتمند ہو تو مناسب مقدار سے کھالے- پھر جب ان کے مال ان کے حوالے کرو تو اس پر گواہ بنا لو- اور حساب لینے کے لئے اللہ کافی ہے-"

النساء رکوع ۱ آیت ۶

" یعنے یتیم کا مال اپنے خرچ میں نہ لاؤ- مگر اس کا رکھنے والا محتاج ہو تو خدمت کے موافق در ماہہ لیوے- اور جس وقت باپ مرے تو پنچایت کے رو برو یتیم کا مال امانتدار کو سونپ دیں- جب یتیم بالغ ہو تو اس کے موافق حوالے کرے- جو خرچ ہوا وہ سمجھا دے اور اس وقت بھی شاہدوں کو دکھا دے"

(موضح القرآن)

یتیم کا مال ناحق کھانے کی سزا دوزخ ہے-

(اِنَّ الَّذِیْنَ یَاْکُلُوْنَ اَمْوَالَ الْیَتٰمٰی ظُلْمًا اِنَّمَا یَاْکُلُوْنَ فِیْ بُطُوْنِھِمْ نَارًا ط وَسَیَصْلَوْنَ سَعِیْرًا ۝)

النساء رکوع ۱ آیت ۱۰

ترجمہ - بے شک جو لوگ یتیموں کا مال ناحق کھاتے ہیں وہ اپنے پیٹ آگ سے بھرتے ہیں- اور عنقریب آگ میں داخل ہونگے-

(۶) جہاد کے دن پشت دے کر بھاگنا

تشریح- میدان جنگ سے مقابلہ کے وقت بھاگنا سخت گناہ ہے- مومن پشت نہیں دکھاتا- بلکہ ڈٹ کر مقابلہ کرتا ہے-

(یٰۤاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا لَقِیْتُمُ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا زَحْفًا فَلَا تُوَلُّوْھُمُ الْاَدْبَارَ ج) الانفال ع ۲

ترجمہ - اے ایمان والو جب تم کافروں سے میدانِ جنگ میں ملو تو ان سے پیٹھیں نہ پھیرو- مگر دو حالتوں میں پیٹھ پھیر سکتا ہے-

(۱) مُتَحَرِّفًا لِّقِتَالٍ یعنے ہنر کرتا ہو لڑائی کا-

(۲) اَوْ مُتَحَیِّزًا اِلٰی فِئَۃٍ یا جا ملتا ہو فوج میں

اگر ان دو صورتوں کے علاوہ بُز دلی دکھلائی اور موت کے خوف سے خائف ہو کر بھاگا- تو اس کی سزا بھی سُن لیجئے

" سو وہ پھرا اللہ کا غضب لے کر اور اُس کا ٹھکانا دوزخ ہے- اور کیا بُرا ٹھکانا ہے-" (الانفال آیت ۱۶)

نیز قرآن مجید میں آیا ہے-

" کہدو اگر تم موت یا قتل سے سے بھاگو گے تو تمہیں کوئی فائدہ نہیں ہوگا- اور اس وقت سوائے تھوڑے دنوں کے نفع نہیں اُٹھاؤ گے-"

الاحزاب آیت ۱۶

" یعنی جس کی قسمت میں موت ہے وہ کہیں بھاگ کر جان نہیں بچا سکتا- قضائے الٰہی ہر جگہ پہنچ کر رہے گی- اور اگر ابھی موت مقدّر میں نہیں تو میدان سے بھاگنا بے سود ہے- کیا میدانِ جنگ میں سب مارے جاتے ہیں- اور فرض کرو بھاگنے سے بچاؤ بھی ہوگیا تو کَے دن ؟ آخر موت آنی ہے- اب نہیں چند روز کے بعد آئیگی اور نا معلوم کس سختی اور ذلّت سے آئے-

(حضرت علامہ عثمانی رحمۃ اللہ علیہ)

الحاصل میدانِ کارزار سے فرار کرنا مومن کا کام نہیں- وہ تو سیسہ پلائی ہوئی دیوار کی مانند کفار کے مقابلے میں ڈٹ جاتا ہے-

(اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ الَّذِیْنَ یُقَاتِلُوْنَ فِیْ سَبِیْلِہٖ صَفًّا کَاَنَّھُمْ بُنْیَانٌ مَّرْصُوْصٌ ۝) الصف ع ۱

ترجمہ - بے شک اللہ تو ان کو پسند کرتا ہے- جو اس کی راہ میں صف باندھ کر لڑتے ہیں- گویا وہ سیسہ پلائی ہوئی دیوار ہے-

حدیث شریف میں وارد ہے کہ اُحد کی لڑائی کے دن ایک شخص نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ اگر میں مارا جاؤں تو میرا ٹھکانا کہاں ہوگا؟ آپ نے فرمایا جنّت میں (یہ سُن کر) اس شخص نے اپنے ہاتھ سے کھجوروں کو پھینک دیا- اور اس کے بعد لڑا- یہاں تک کہ شہید ہو گیا- (مشکوٰۃ عن حضرت جابرؓ باب جہاد میں لڑنے کا بیان)

سبحان اللہ ! مجاہدؓ نے اتنی دیر بھی ٹھہرنا گوارا نہ کیا کہ چند کھجوریں جو ہاتھ میں تھیں وہ کھالے-

(۷) بھولی بھالی عورتوں پر زنا کی تہمت لگانی

(بخاری - کتاب المحاربین - پارہ ۲۸)

تشریح- پاک دامن کے برخلاف زنا کی تہمت لگانا- بہت بُرا فعل ہے- جو ایک مومن کے شایان شان نہیں- ایک مومن کو چاہئے کہ اپنے مسلمان بھائی اور بہنوں کے متعلق نیک گمان رکھے- نہ کہ ان کے خلاف بہتان تراشتا پھرے-

(وَالَّذِیْنَ یَرْمُوْنَ الْمُحْصَنٰتِ ثُمَّ لَمْ یَاْتُوْا بِاَرْبَعَۃِ شُھَدَآءَ فَاجْلِدُوْھُمْ ثَمٰنِیْنَ جَلْدَۃً وَّلَا تَقْبَلُوْا لَھُمْ شَھَادَۃً اَبَدًا ج وَاُولٰٓئِکَ ھُمُ الْفٰسِقُوْنَ ۝) النور ع ۱

ترجمہ- اور جو لوگ پاکدامن عورتوں پر تہمت لگاتے ہیں - اور پھر چار گواہ نہیں لاتے- تو انہیں اسّی دُرّے مارو - اور کبھی ان کی گواہی قبول نہ کرو- اور وہی لوگ نافرمان ہیں -

اللہ تعالےٰ اپنے فضل و کرم سے ہمیں ان مہلک امور سے بچائے- آمین یا الٰہ العالمین -

صوفی سروش

ارکانِ نماز

انسان میں یہ اہلیت ہی کہاں کہ اس خالقِ کون و مکاں اور قادر و حکیم باری تعالیٰ عزو اسمہٗ جل جلالہٗ کے اوامر و نواہی کے اسرار و حکم بیان کرنے کے لئے زبان کھولے۔ زبان کھولنا تو کجا اس حکیم مطلق کے اعمال و افعال کے نتائج و فوائد کو کماحقہٗ سمجھنے کی استطاعت بھی اس میں نہیں لیکن پھر بھی اکابر کے فیوض اور غور و تدبّر سے مشتے نمونہ از خروارے مختصراً پیش خدمت ہے۔ (ملخص تقریر مولانا محمد ادریس مدّظلہٗ)

نماز عبادت و طاعت اور اظہار تذلل و عبودیت کا ایسا مکمل ذریعہ ہے کہ ایک ہدایت یافتہ مسلمان اس کی پابندی کے بغیر صحیح مسلم ہو ہی نہیں سکتا۔

تمام مذاہب میں اس غرض کے حصول کے لئے کوئی عمل ضروری قرار دیا گیا ہے۔ اسلام میں اس مقصد کے لئے نماز پنجگانہ فرض قرار دی گئی ہے۔

قیام، رکوع، سجود

نماز میں اظہار تذلل کے لئے چار نمایاں حرکات ہیں۔ قیام، رکوع، سجود اور قعدہ۔ اظہار تذلل کے لئے یہ ایک مکمل طریق عبادت ہے۔ انسان کسی شاہی دربار میں جائے (گو دنیوی بادشاہی بلکہ شہنشاہی کو بھی اس خلق بے چوں و چگوں کی خدائی سے کوئی نسبت نہیں لیکن جس طرح ذرّہ میں بھی آفتاب کی چمک نظر آجاتی ہے۔ اسی طرح اس تشبیہ سے ایک حد تک بات بیان کرنے کا طریقہ ہاتھ آجاتا ہے۔ ورنہ ظاہر ہے کہ چہ نسبت خاک را با عالم پاک ؎

اے برتر از خیال و گمان و قیاس و وہم
وز ہرچہ گفتہ اند و شنیدیم و خواندہ ایم

تو اس کی ہر حرکت و سکون کی ادا ہر نشست و برخاست کا ڈھنگ اور ہر گفتار و رفتار کا انداز حسب عقل و فہم پوری طرح آداب و احترامات دربار شاہی کا مظہر ہوگا کھڑا ہوگا تو عاجزی سے نظر نیچی رکھتے ہوئے ہاتھوں اور باقی تمام اعضاء کی ایک خاص شان ادب و احترام کی صورت بنا کر ڈرتے ہوئے تاکہ آداب شاہی کے خلاف کوئی حرکت سرزد نہ ہو جائے۔ یہی حال ہے ایک نمازی کے قیام کا۔ لیکن اس میں اس قدر اظہارِ تذلل و خضوع نہیں جتنا رکوع و سجود میں۔ بلکہ سجدہ ہی انتہائی تذلل اور خشوع و خضوع کے اظہار کی مکمل صورت ہے۔ تو معلوم ہوا کہ نماز میں کھڑے کھڑے، جھک کر اور زمین پر سر رکھ کے تینوں طرح کے اظہار تذلل و عبدیت کی شکلیں موجود ہیں۔ حالت قیام میں گویا اس دربار شاہی کے آداب کا آغاز ہوتا ہے۔ اور سجدہ میں جا کر جب پیشانی زمین پر اس رب اعلےٰ کے سامنے رکھ دی جاتی ہے۔ تو گویا وہ آدابِ دربار جو اس کے ذمے ادا کرنا لازم تھے تکمیل کو پہنچ جاتے ہیں۔

رکوع ان دونوں ارکان کے درمیان عالمِ برزخ ہے۔ یہی سبب ہے کہ جب رکوع سے سر اٹھایا جاتا ہے تو پڑھا جاتا ہے۔ سَمِعَ اللّٰہُ لِمَنْ حَمِدَہٗ ۔ یعنی نمازی اپنے اس یقین کو تازہ کرتا ہے کہ میری عبادت و التجا کو اللہ تعالےٰ دیکھ اور سن رہا ہے۔ میری جانب متوجہ ہے۔ لہٰذا مجھے اپنے فرض عبادت کی تکمیل کا موقعہ اور اجازت حاصل ہے۔ لہٰذا اس کے بعد فوراً اپنا سر محبوبِ حقیقی کے پاؤں پر رکھ دیتا ہے۔ اسی لئے وہاں پر سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی (میرا رب سب سے زیادہ بلند اعلےٰ اور برتر ہے) پڑھتا ہے۔ تاکہ اس کا اظہار ہو سکے کہ جس ہستی کے سامنے مَیں انتہائی عاجزی پیش کر رہا ہوں وہ انتہائی بلند و برتر ہے میرا اسے اپنا مسجود و معبود بنانا میرے لئے باعث فخر اور میرے فرائض میں داخل ہے۔ وہاں میری کامیابی و سرخروئی کا ذریعہ بھی ہے۔ دوبارہ سجدہ کرنا شوق سجدہ ریزی کے اظہار کے لئے ہے۔ تاکہ دوبارہ جبیں سائی سے موکد ہو جائے۔ کہ یہ فعل اتفاقی یا رسمی نہیں بلکہ مَیں دل و جان سے اس کا شیدائی اور اس کی تکمیل کا آرزو مند ہوں۔

قعود

قعدہ ارکان کا تتمہ و تکملہ ہے۔ پہلے تین ارکان کو حسب ضابطہ ادا کر لینے کے بعد نمازی اپنی تواضع و تذلل کی اس شرعی شکل نماز کو مکمل بنا دیتا ہے۔ چنانچہ بیٹھ کر حقوق اللہ، حقوق النبیؐ اور حقوق العباد کی ادائگی کا عہد و اقرار کرتا ہے۔

اَلتَّحِیَّاتُ لِلّٰہِ میں تمام قولی عبادتیں نذر کر دیں۔ وَالصَّلَوٰاتُ میں تمام بدنی عبادتیں اور وَالطَّیِّبَاتُ میں تمام مالی عبادتیں نذر گزران کر تینوں قسم کی طاعات و توفیقاتِ الٰہی کا شکریہ ادا کرتا ہے۔

اللہ تعالےٰ کے حقوق کے بعد حقوق النبیؐ کا درجہ ہے۔ چنانچہ اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ اَیُّھَا النَّبِیُّ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ میں حقوق النبیؐ کی ادائگی کا اہتمام ہے۔ اس کے بعد حقوق العباد اور حقوق النفس کا درجہ ہے۔ چنانچہ اَلسَّلَامُ عَلَیْنَا وَعَلٰی عِبَادِ اللّٰہِ الصَّالِحِیْنَ میں ان کی جانب متوجہ ہوتا اور ان کی ادائگی کا اہتمام کرتا ہے۔

جہر و اخفا

یہ امر بھی قابل غور ہے کہ دو نمازوں میں قرأت سری کا حکم کیوں ہے۔ اور تین میں جہری کا کس لئے؟

دن کی دو نمازوں ظہر اور عصر میں اخفا کا حکم ہے۔ اور مغرب عشا اور فجر میں جہر کا۔ سری نمازیں چونکہ دن میں ادا کی جاتی ہیں۔ اور دن منظر افزار ہے ہر چہار جانب نور پھیلا ہوا ہے۔ اخفا و ظلمت کا نام و نشان تک غائب ہے۔ اور ہر سمت وجود ہی وجود جلوہ گر ہے۔ گویا نعم الٰہی کا ایک دسترخوان بچھا ہوا ہے۔ تمام دنیا مہمان کی حیثیت میں میزبانِ حقیقی کے سامنے بیٹھی ہوئی فیضیاب ہو رہی ہے۔ ہر ایک کو قرب کا درجہ حاصل ہے۔ تو ظاہر بات ہے کہ قرب کے وقت جہر و اعلان غیر ضروری بلکہ خلافِ ادب ہوتا۔ لیکن رات چونکہ ظلمت و تاریکی کا مظہر ہے۔ ہر جانب موجودات پر پردۂ ظلمت چھایا ہوا ہے تو گویا یہ بُعد کا وقت ہے۔ اور بُعد کے وقت موزوں بلند آواز میں اپنے آقا کو پکارنا سراسر معقولیت پر مبنی ہے۔ اور آداب عبودیت کے قطعاً منافی نہیں اس لئے شب کی نمازوں میں جو تاریکی کے اوقات میں ادا کی جاتی ہیں، جہر کا حکم دیا گیا۔

نیز عارفین نے ایک دوسری صورت

(باقی صفحہ ۱۸ پر)

بقیہ بچوں کا صفحہ (صفحہ ۱۹ سے آگے)

جس کی کثرت کرنے کو ارشاد فرمایا، وہ استغفار ہے۔ ایک حدیث میں ہے کہ جو شخص استغفار کی کثرت رکھتا ہے۔ تو اللہ پاک ہر تنگی میں اس کے لئے راستہ نکال دیتے ہیں۔ اور غم سے خلاصی نصیب فرماتے ہیں۔ اور ایسے طریقے سے روزی پہنچاتے ہیں۔ کہ اس کو گمان بھی نہیں ہوتا۔ ایک حدیث میں آیا ہے کہ آدمی گنہگار تو ہوتا ہی ہے۔ بہترین گنہگار وہ ہے جو توبہ کرتا رہے۔ ایک حدیث میں ہے کہ جب آدمی گناہ کرتا ہے تو ایک کالا نقطہ اس کے دل پر لگ جاتا ہے۔ اگر توبہ کر لیتا ہے تو وہ دُھل جاتا ہے۔ ورنہ باقی رہتا ہے۔ اس کے بعد حضورؐ نے دو چیزوں کے مانگنے کو ارشاد فرمایا۔ جن کے بغیر چارہ ہی نہیں جنّت کا حصول اور دوزخ سے امن۔ اللہ تعالےٰ اپنے فضل سے مجھے اور سب مسلمانوں کو ان سب باتوں پر عمل کرنے کی توفیق بخشے۔ آمین ثم آمین

بقیہ ارکان (صفحہ ۱ سے آگے)

میں بھی توجیہ بیان کی ہے۔

دن میں چونکہ عظمت و جلال الٰہی ظہور پذیر ہوتا ہے۔ اور ہر چہار سو اس کی عظمت و کبریائی جلوہ گر نظر آتی ہے۔ تو لازم ہوا کہ ظہور جلال کے وقت آواز بلند نہ کی جائے۔ لیکن شب میں چونکہ اس کا جمال جلوہ فرما ہوتا ہے۔ ہر طرف آرام سکون اور راحت پھیل رہی ہوتی ہے۔ اس لئے موزوں ہوا کہ جمال کے جلوہ نما ہونے کے اوقات میں بلند آواز سے عرض معروض کر لی جائے اور اگر اس کا اُلٹ ہوتا تو جلال کے وقت جہر میں غضب خداوندی کا خوف تھا۔ اور ظہور جمال کے وقت اخفا پر ناراضگی کا احتمال۔

اب یہ سوال پیدا ہوگا کہ جمعہ کی نماز میں جہر کا حکم کیوں ہے تو اس کو یوں سمجھنا چاہیئے۔ کہ جمعہ کا درجہ ظہر سے مختلف ہے نماز جمعہ کی قرآن و حدیث سے بہت تاکید معلوم ہوتی ہے۔ نماز جمعہ تنہا نہیں ادا کرسکتے۔ لیکن ظہر تنہا ادا کی جا سکتی ہے۔ نماز جمعہ قریٰ میں ادا نہیں کی جاسکتی۔ اس کے لئے شہر کی شرط ہے۔ لیکن نماز ظہر ہر مقام پر پڑھنا لازمی ہے۔ اس لئے نماز جمعہ میں بالخصوص جہر کا حکم دیا گیا۔

جمعہ کے دو خطبے دو رکعت روزانہ ظہر کے قائم مقام ہیں۔ پہلے خطبے میں ثنا اور احکام ہوتے ہیں۔ دوسرے میں دُعائیں۔ اور درخواستیں۔ اس لئے درمیان میں بیٹھنے کا حکم دیا گیا کہ دو تقریروں کے موضوع الگ الگ ہیں۔ ایک ہی بار خلط مبحث کرکے دونوں خطبے نہیں پڑھنے چاہئیں اور اب یہ دو خطبے اور دو رکعت نماز جمعہ ملاکر روزمرّہ نماز ظہر کی چار رکعت کے برابر ہو جائیں گی۔

بقیہ حلقہ احباب (صفحہ ۱۴ سے آگے)

لائل پور پہنچ گیا۔ نماز عشاء کے بعد مسجد میں پہنچا۔ حضرت کی زیارت سے رات کو محروم رہا۔ صبح نماز فجر کے بعد درس شروع ہُوا۔ تو آپ نے چند منٹوں کے بعد ارشاد فرمایا۔ کہ بعض آدمی بلا سوچے سمجھے دوسرے کو غصے میں حرامزادہ کہدیتے ہیں۔ حالانکہ شریعت کی رو سے یہ ایک سنگین جرم ہے۔ آپ نے اس مسئلہ پر تقریباً دس بارہ منٹ تبصرہ فرمایا۔ اور اس کے تمام پہلوؤں پر روشنی ڈالی۔ اس دن آپ کے ابتدائے ارشاد سے لے کر اختتام مسئلہ تک مجھ پر رقت طاری رہی۔ اور مَیں اپنے جرم سے توبہ کرتا رہا۔ نتیجہ کے طور پر اب اس دن سے بحمداللہ اس مرض سے اپنے آپ کو شفایاب سمجھتا ہوں۔ اور خدا تعالےٰ سے دُعا کرتا ہوں کہ وہ مجھ کو اپنے لطف عمیم سے باقی رُوحانی امراض سے بھی بچنے کی توفیق ارزاں فرمائے۔

حاضرین۔ بہت خوب۔ ایسے لوگ ہمیشہ پیدا نہیں ہوتے۔

مولوی عبدالرشید۔ نماز کا وقت قریب ہو رہا ہے۔ لیکن حقیقت یہ ہے۔ کہ اولیاء کرام کی صحبت میں دلوں کی اصلاح کا ایک پاکیزہ ماحول ہوتا ہے۔ مَیں یقین کرتا ہوں کہ جس طرح سکول میں تعلیم اور کھیل کود کا تصوّر ہوتا ہے۔ کیونکہ وہاں کی ہر چیز ان چیزوں کی متقاضی ہوتی ہے۔ اور مسجد میں عبادت کا جذبہ بیدار ہوتا ہے۔ باغ میں چہل قدمی کو پسند کیا جاتا ہے۔ صنعتی اداروں میں صنعت و حرفت کی رغبت پیدا ہوتی ہے۔ اور کاروباری دُنیا میں انسان کا دل کاروبار کی طرف مائل ہوتا ہے۔ اسی طرح صوفیائے عظام کی صحبت میں انسان کا دل خدا تعالےٰ سے لَو لگانے کی طرف رجوع کرتا ہے۔ اور دنیا سے بیزار ہونے لگتا ہے۔ اور ساتھ ہی ادھر ان باخبران باصفا کے حال اور قال میں قلب و رُوح کی اصلاح کے جوہر معلوم ہوتے ہیں۔ بالفاظِ دیگر ان کی زبان سے شعوری اور غیر شعوری طور پر ایسے ہدایت نظام ارشادات نکلتے رہتے ہیں۔ جن سے حاضرین کے امراضِ باطنہ کا اپنے حال کے مطابق خود بخود علاج ہوتا رہتا ہے۔

اور بعض اوقات بزرگان اہل دل کو نور فراست اور کشف و القاء سے بھی اہل محفل کی کیفیاتِ مستورہ پر آگاہی ہوتی ہے۔ اور اس موقعہ پر وہ اپنے الہامی انداز میں پُر تاثیر اشارات کر جاتے ہیں جو برسوں کے امراضِ مزمنہ کو دُور کر دیتے ہیں۔ اس وقت اگر جاوید صاحب پھر میرے ساتھ دست و گریباں ہونے پر تیار نہ ہوجائیں تو مَیں مولانا رُومؒ کا پھر وُہی شعر پڑھنے سے نہیں رہ سکتا۔

یک زمانہ صحبتِ با اولیاء
بہتر از صد سالہ طاعت بے ریا

بقیہ شذرات صفحہ ۳ سے آگے۔

کو ہموار کرنا ہے۔ ہم اس کے متعلق صاف الفاظ میں کہہ چکے ہیں کہ اس مُلک میں غیر اسلامی آئین کے لئے کوئی گنجائش نہیں ہے۔ ہماری نئی حکومت کو اپنی پیشرو حکومتوں کے عبرتناک انجام سے سبق حاصل کرنا چاہیئے۔ ورنہ یاد رکھے کہ شہنشاہ حقیقی عز اسمہٗ و جل مجدہٗ اگر آج ان کو بر سر اقتدار لا سکتا ہے تو کل اقتدار سے محروم بھی کر سکتا ہے۔ انہیں چاہیئے کہ اس موقعہ کو غنیمت سمجھ کر اس مُلک میں اسلام کی سربلندی کے لئے کچھ نیک کام کر جائیں تاکہ آنے والی نسلیں ان کو دُعائے خیر سے یاد کریں۔ وما علینا الا البلاغ۔

بچوں کا صفحہ

رمضان شریف کی آمد پر حضورؐ کا ایک وعظ

(گزشتہ سے پیوستہ)

پیارے بچو! شب قدر کے بارے میں ذکر فرمانے کے بعد آگے ارشاد ہے کہ اللہ پاک نے رمضان شریف کے روزے کو فرض کیا اور تراویح پڑھنا سُنّت ہے۔ اس کے ۱. حضورؐ نے اپنے وعظ میں فرض اور نفل عبادتوں کی طرف متوجہ فرمایا۔ کہ اس مبارک مہینے میں نفل کا ثواب فرض کے برابر ہے۔ اور ایک فرض ادا کر لینے پر ستّر فرائض کا ثواب ملتا ہے۔ اب یہاں ہم سب کو اپنی اپنی عبادتوں کا جائزہ لے لینا چاہیئے۔ کہ ہم لوگ اس مبارک ماہ میں فرائض کا کیا اہتمام کرتے ہیں۔ اور نوافل میں کس قدر زیادتی ہوتی ہے۔ فرائض کے اہتمام کی بابت تو یہ ہے کہ سحری کھانے کے بعد جو سوتے ہیں تو بہتوں کی نماز ہی قضا ہو جاتی ہے۔ بعض جماعت کی نماز سے محروم ہو جاتے ہیں۔ گویا سحری کھانے کا یہ شکریہ ادا کیا۔ کہ اللہ پاک کے سب سے زیادہ مہتم بالشان فرض کو بالکل قضا کر دیا۔ یا جماعت کی نماز کا ثواب کھو دیا۔ اسی طرح مغرب کی نماز بھی بہتوں کی افطار کی نذر ہو جاتی ہے۔ پہلی رکعت اور تکبیر اولیٰ کا تو ذکر ہی کیا ہے۔ اور بہت سے لوگ تو عشا کی نماز بھی تراویح کے احسان کے بدلے میں وقت سے پہلے ہی پڑھ لیتے ہیں۔ یہ تو رمضان شریف میں ہماری نماز کا حال ہے۔ جو اہم ترین فرائض میں سے ہے۔ کہ ایک فرض کے بدلے تین کو ضائع کیا۔ یہ تین تو عام طور سے ہیں۔ ورنہ ظہر کی نماز قیلولہ کی نذر اور عصر کی جماعت افطاری خریدنے کی نذر ہوتے ہوئے ان گنہگار آنکھوں نے دیکھا ہے۔ اسی طرح اور فرائض پر آپ خود ہی غور فرمالیں۔ کہ کتنا اہتمام رمضان شریف میں ان کا کیا جاتا ہے۔ جب فرائض کا یہ حال ہے تو نوافل کا کیا پوچھنا۔ اشراق اور چاشت تو رمضان شریف میں سونے کی نذر ہو ہی جاتی ہے۔ اور اوابین کا کیسے اہتمام ہو۔ جبکہ ابھی روزہ کھولا ہے۔ اور آئندہ تراویح کا سہم ہے۔ اور تہجد کا وقت تو ہے ہی عین سحری کھانے کا۔ پھر نوافل کی گنجائش کہاں؟ یاد رہے یہ سب باتیں لاپرواہی اور نہ کرنے کی ہیں۔ ع

تو ہی اگر نہ چاہے تو باتیں ہزار ہیں

کیا ہی اچھا ہوتا کہ گیارہ مہینے ضائع کر دینے کے بعد اس ایک مہینے پر مرمٹنے کی کوشش کرتے۔

عزیز بچو! مدرسہ۔ سکول اور کالج سے فرصت پا کر باقی وقت اگر اس مبارک ماہ میں تلاوت میں خرچ کر دیں تو کیا مشکل ہے۔ کیونکہ اس مبارک مہینے کو کلامِ الٰہی کے ساتھ خاص مناسبت ہے۔ اسی وجہ سے عموماً تمام کتابیں قرآن شریف توریت۔ انجیل اور زبور اللہ پاک نے اسی ماہ مبارک میں نازل فرمائیں۔ تلاوت سے جو وقت بچے اس کو بھی ضائع نہ کریں۔ حضورؐ نے اپنے وعظ کے آخیر میں [illegible] چیزوں کی طرف خاص طور سے متوجہ فرمایا ہے۔ کہ ان کی کثرت رکھا کرو۔ کلمہ طیبہ۔ استغفار۔ جنّت کے حصول اور دوزخ سے بچنے کی دُعا۔ اس لئے جتنا وقت بھی مل سکے ان کے پڑھنے اور دُعا مانگنے میں صرف کریں۔

اس کے بعد حضورؐ نے اپنے وعظ میں رمضان شریف کی کچھ خصوصیتیں اور آداب بیان فرمائے۔ کہ یہ صبر کا مہینہ ہے۔ یعنی روزہ میں کچھ تکلیف ہو تو اُسے خوب ذوق و شوق سے برداشت کرنا چاہیئے۔ یہ نہیں کہ ہائے ہو اور چیخ پکار جیسا کہ گرمی کے روزوں میں بعضوں کی عادت ہوتی ہے۔ اسی طرح اگر سحری نہ کھائی گئی تو بس صبح ہی سے روزے کا سوگ ہونے لگا۔ اسی طرح اگر رات کو تراویح میں کچھ دقّت ہو تو اُس کو بڑی خوشی سے برداشت کرنا چاہیئے۔ اس کو مصیبت اور آفت نہ سمجھیں کہ یہ تو بہت ہی بدنصیبی کی بات ہے۔ کہ ہم اپنے دُنیا کے کاموں کے واسطے تو سب کچھ چھوڑ دیتے ہیں تو کیا خُدا کی رضا کے لئے یہ معمولی سی قربانی بھی پیش نہیں کر سکتے۔

پھر ارشاد فرمایا۔ کہ یہ غمخواری کا مہینہ ہے۔ یعنی غریبوں اور مسکینوں کے ساتھ سلوک کرنا۔ اگر پانچ چار چیزیں اپنی افطاری کے لئے ہیں تو ایک دو غریبوں کے لئے بھی ہوں۔ ورنہ اصل تو یہ تھا۔ کہ اُن کے لئے اپنے سے افضل نہ ہوتا تو برابر ہی ہوتا۔ غرض جس قدر ہو سکے اپنے کھانے پینے کی چیزوں میں غربا کا حصّہ بھی ضرور لگا لینا چاہیئے۔ حدیث شریف میں ہے کہ جو کوئی بھوکے کو روٹی کھلائے یا ننگے کو کپڑا پہنائے یا مسافر کو رات کو سونے کی جگہ دیدے۔ تو اللہ پاک قیامت کے دن ہولوں سے اس کو پناہ دیتے ہیں۔ اس کے بعد حضورؐ نے روزہ افطار کرانے والے کی فضیلت بیان فرمائی۔ ایک روایت میں ہے کہ جو اپنی حلال کمائی سے رمضان شریف میں روزہ افطار کرائے۔ اس پر رمضان شریف کی راتوں میں فرشتے رحمت بھیجتے ہیں۔ اور شب قدر میں جبرائیلؑ اس سے مصافحہ کرتے ہیں۔ اس کے بعد فرمایا کہ اس مہینے کا اول حصہ رحمت ہے یعنی اللہ پاک کا انعام متوجہ ہوتا ہے۔ اور یہ رحمتِ عامہ سب مسلمانوں کے لئے ہوتی ہے۔ اس کے بعد جو لوگ شکر ادا کرتے ہیں اُن کے لئے رحمت میں اضافہ ہوتا ہے۔ اور اس کے درمیانی حصّے سے مغفرت شروع ہو جاتی ہے۔ اس لئے کہ روزوں کا کچھ حصّہ گزر چکا ہے۔ اس کا معاوضہ اور اکرام مغفرت کے ساتھ شروع ہو جاتا ہے۔ اور آخری حصّہ تو بالکل آگ سے خلاصی ہے ہی۔ اس کے بعد حضورؐ نے فرمایا۔ کہ آقا لوگ اپنے ملازموں پر اس مہینے میں تخفیف رکھیں۔ اس لئے کہ آخر وہ بھی روزہ دار ہیں۔ کام کی زیادتی سے ان کو روزہ میں دِقّت ہوگی۔ اس کے بعد حضورؐ نے آخیر میں ارشاد فرمایا۔ کہ اس ماہ میں چار چیزوں کی کثرت رکھا کرو۔ اوّل کلمہ طیب۔ احادیث میں اس کو افضل الذکر ارشاد فرمایا ہے۔ ایک حدیث میں ہے کہ جو شخص اخلاص سے اس کلمہ کو کہے۔ آسمان کے دروازے اس کے لئے فوراً کُھل جاتے ہیں۔ اور عرش تک پہنچنے میں کسی قسم کی روک نہیں ہوتی۔ بشرطیکہ کہنے والا کبیرہ گناہوں سے بچے۔ دوسری چیز

(باقی صفحہ [illegible])

ایڈیٹر
عبدالمنان
چوہان

شرح چندہ
سالانہ گیارہ روپے * ششماہی چھ روپے
سہ ماہی تین روپے

منظور شدہ
محکمہ جات تعلیم و جیل
مغربی پاکستان

رجسٹرڈ
ایل نمبر
6047

پنجاب پریس لاہور میں باہتمام مولوی عبیداللہ انور پرنٹر پبلشر چھپا اور دفتر رسالہ خدام الدین شیرانوالہ گیٹ لاہور سے شائع ہوا۔